COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

1

نسطور اور لاکٹ کی تلاش

رحمن عینک والا جن عینک والا جن عینک والا جن عینک والا جن

PDFBOOKSFREE.PK

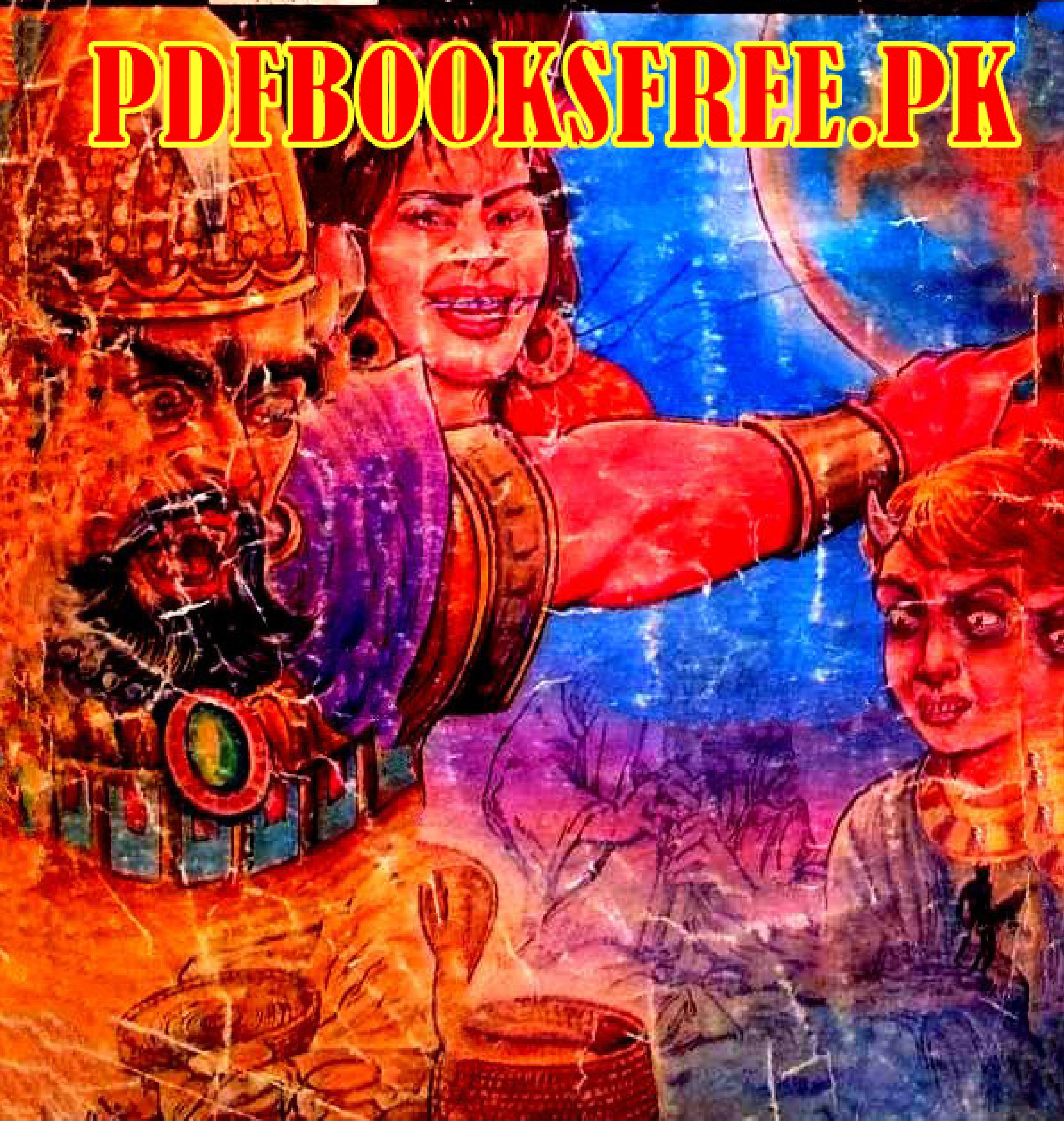

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عینک والا جن 1

نسطور اور لاکٹ کی تلاش

اے حمید

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب پبلشرز

1- میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اہتمام اشاعت
منصور احمد بٹ
طاہر ایس ملک

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

پبلشر : شیخ زبیر عزیز
پرنٹر : عظیم علیم پرنٹرز، لاہور۔
سرورق : سلیم اختر
قیمت : -/15 روپے۔

ترتیب پبلشرز، ا۔ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

- شاہ جنات اور نسطور جن
- پراسرار بوڑھا سپیرا
- ٹرک غائب تھا
- نسطور کی عینک
- بل بتوڑی اور حامون جادوگر
- کھوپڑیوں کا جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

شاہ جنات اور نسطور جن

رات آدھی گزر چکی تھی۔

کوہ قاف میں شاہ جنات کا دربار لگا ہوا تھا۔ کوہ قاف کے سارے جن اور چڑیلیں دربار میں موجود تھیں۔ شاہ جنات ہیرے جواہرات کا تاج پہنے شاہی تخت پر بیٹھا تھا۔ دو جن اس کے پیچھے طلسمی تلواریں لئے ادب سے کھڑے تھے۔ دربار میں سناٹا چھایا تھا۔ کسی کو کھانسنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ سارے جن اور چڑیلیں چپ بیٹھی تھیں۔ آج شاہ جنات کے دربار میں کوہ قاف کے خوبصورت نوجوان جن نسطور کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔

اچانک شاہ جنات نے ہاتھ اوپر اٹھایا۔ سب جن اور سب چڑیلیں سہمی ہوئی آنکھوں سے شاہ جنات کی طرف دیکھنے لگیں، سب کو معلوم تھا کہ شاہ جنات کی طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس کی زبان سے نکلا ہوا فیصلہ اٹل ہوتا ہے۔ وہ اپنے فیصلے کو کبھی نہیں بدلتا۔ سب یہی سوچ رہے تھے کہ دیکھیں خوبصورت نوجوان جن نسطور کی زندگی اور موت کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارے میں کیا حکم ہوتا ہے۔ شاہ جنات نے گرج دار آواز میں کہا۔

"نسطور جن کو دربار میں پیش کیا جائے۔"

اسی وقت دو جن دربار میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ نسطور جن بھی تھا۔ نسطور جن انیس بیس برس کی عمر کا گورا چٹا صحت مند نوجوان جن تھا۔ اس کے بال سنہری تھے۔ اس کے سر میں کانوں کے اوپر دو سینگ نکلے ہوئے تھے۔ دونوں جن اس کا ہاتھ پکڑ کر چلاتے ہوئے دربار میں لائے تھے، کیونکہ نسطور جن کی نظر اتنی کمزور ہوگئی تھی کہ اسے قریب سے بھی بہت کم دکھائی دیتا تھا۔ نسطور جن نے دربار میں داخل ہوتے ہی شاہ جنات کو ادب سے سلام کیا اور دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔

دربار پر گہرا سناٹا چھاگیا۔ نسطور کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ ہر کوئی شاہ جنات کے خوفناک چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاہ جنات نے نسطور کی طرف دیکھا اور بلند آواز میں کہا۔

"نسطور جن! تمہاری آنکھوں کی نظر کا امتحان لیا گیا تھا، تم اس میں فیل ہوگئے ہو۔ اب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ تمہاری نظر اتنی کمزور ہے کہ تم چڑیلوں اور جنوں کے چہرے بھی نہیں پہچان سکتے۔ کوہ قاف کے قانون کے مطابق ایسے جن کو موت کی سزا دی جاتی ہے۔"

دربار میں ڈرا دینے والی خاموشی چھاگئی۔ ہر کوئی یہی سوچ رہا تھا کہ نسطور کو موت کی سزا سنادی جائے گی اور صبح ہونے سے پہلے پہلے اس کی گردن کاٹ کر لاش کو سانپوں کے غار میں پھینک دیا جائے گا تاکہ سانپ

اس کو کاٹ کاٹ کر کھاتے رہیں۔ نسطور بھی خاموش تھا، مگر اس کے دل میں موت کا ذرا بھی ڈر خوف نہیں تھا، کیونکہ نسطور ایک مسلمان جن تھا، اور مسلمان موت سے نہیں ڈرتا۔ مسلمان صرف خدا سے ڈرتا ہے۔ مسلمان کا ایمان ہے کہ زندگی اور موت صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ شاہ جنات کی آواز دربار میں گونجی۔

"نسطور جن! ہم تمہیں موت کی سزا دے سکتے ہیں۔ کوہ قاف کے قانون کے مطابق ہمیں یہ حق حاصل ہے، مگر تم ابھی نوجوان لڑکے ہو۔ ہمیں تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں موت کی سزا نہیں دیتے، مگر تمہیں کوہ قاف سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلاوطن کرتے ہیں۔ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے موت کی پہاڑی پر سے نیچے انسانوں کی دنیا میں چھلانگ لگا دو۔ ہم تمہیں ایک اور رعایت دیتے ہیں، اگر کوہ قاف کا کوئی جن، کوہ قاف کی کوئی مخلوق تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہو تو تم اس کو اپنے ساتھ انسانوں کی دنیا میں لے جاسکتے ہو۔ تمہیں کچھ کہنا ہے تو کہو!"

نسطور جن نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ خدا نے اس کی زندگی بچالی تھی۔ اس نے شاہ جنات کو کہا۔

"اے شہنشاہ جنات! میری آنکھوں کی نظر سچ مچ بہت کمزور ہوگئی ہے اور یہاں کے قانون کے مطابق مجھے موت کی سزا ملنی چاہئے تھی۔ آپ نے میری جوانی پر ترس کھا کر میری جان بخشی کردی۔ اس کے لئے میں آپ کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اب میں کبھی اپنے وطن کوہ قاف میں دوبارہ داخل نہ ہو سکوں گا۔"

"نسطور جن! تم پر کوہ قاف کی دنیا کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اب تم کبھی واپس نہ آسکو گے۔ ساری زندگی انسانوں کی دنیا میں گزارو گے۔"

نسطور نے سوال کیا۔

"اے شہنشاہ جنات! کیا میری طاقت بھی مجھ سے واپس لے لی جائے گی؟"

شاہ جنات نے کہا۔

"جب تک تمہارا سلیمانی لاکٹ تمہارے پاس ہے، تمہاری طاقت تمہارے پاس رہے گی۔ اگر تم نے لاکٹ گم کر دیا تو تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی۔ پھر تم میں اور ایک عام انسان میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ یہ سلیمانی لاکٹ تمہارے پاس ہماری امانت بن کر رہے گا۔ تمہیں اس کی حفاظت کرنی ہو گی جانے سے پہلے ایک بات غور سے سن لو۔ ہم جن خدا کی مخلوق ہیں۔ ہم مسلمان جن ہیں، ہم دنیا میں رہنے والے انسانوں کے دوست جن ہیں۔ تمہیں بھی انسانوں کی دنیا میں جاکر انسانوں کی مدد کرنی ہو گی۔ دکھی اور ضرورت مند انسانوں کے کام آنا ہو گا، اگر تم نے دنیا میں جاکر انسانوں کو تنگ کیا تو ہم تمہاری ساری طاقت تم سے چھین لیں گے۔"

نسطور جن نے بڑے ادب سے کہا۔

"اے شہنشاہ جنات! میں وعدہ کرتا ہوں کہ انسانوں کی دنیا میں جاکر دکھی لوگوں کے کام آؤں گا۔ کبھی کسی کو تنگ نہیں کروں گا، جن کو میری مدد کی ضرورت ہو گی ان کی مدد کروں گا، اور اپنے سلیمانی لاکٹ کی حفاظت کروں گا۔"

شاہ جنات نے کہا۔

"اب جاؤ۔ سورج نکلنے سے پہلے پہلے موت کی پہاڑی سے انسانوں کی دنیا میں چھلانگ لگانے کی تیاری کرو۔ دربار برخاست کیا جاتا ہے۔"

دربار برخاست ہو گیا۔

سارے جن نسطور جن کو اس کی جان بخشی پر مبارکیں دینے لگے، مگر نسطور کا دل اپنا پیارا وطن کوہ قاف چھوڑنے پر بڑا اداس تھا۔ اس کو یہ خیال بھی آتا تھا کہ وہ انسانوں کی دنیا میں کبھی نہیں گیا۔ نہ جانے دنیا میں رہنے والے لوگ کیسے ہوں گے۔ وہ اس کے ساتھ کس قسم کا سلوک کریں گے۔ نسطور کے پاس وقت بہت تھوڑا تھا، کچھ دیر بعد صبح ہونے والی تھی اور اسے صبح ہونے سے پہلے پہلے موت کی پہاڑی سے نیچے انسانوں کی دنیا میں چھلانگ لگا دینی تھی اور پھر کبھی واپس اپنی کوہ قاف کی دنیا میں نہیں آنا تھا۔ نسطور جن شاہ جنات کے دربار سے نکل کر سیدھا اپنے دوست یاماگ کی طرف روانہ ہو گیا۔ نسطور جن کے ماں باپ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اس کا کوہ قاف میں کوئی رشتے دار یا بہن بھائی بھی نہیں تھا۔ وہ کوہ قاف میں اکیلا ہی رہتا تھا۔ اس کی ڈیوٹی شاہ جنات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے دربار میں صفائی وغیرہ کروانے کی لگی ہوئی تھی۔ پھر خدا جانے کیا ہوا کہ نسطور جن کی نظر کمزور ہونی شروع ہوگئی۔ پہلے پہل اس نے کوئی پرواہ نہ کی، لیکن جب نظر زیادہ کمزور ہوگئی اور دور نزدیک کی چیزیں بھی دھندلی نظر آنے لگیں تو وہ بڑا گھبرایا، کیونکہ کوہ قاف میں اگر کسی جن یا چڑیل کی نگاہ کمزور ہوجاتی تھی تو اسے موت کی سزا دے دی جاتی تھی۔ نسطور جن نے کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا کہ اس کی نگاہ کمزور ہوگئی ہے، مگر یہ بات زیادہ دیر تک نہیں چھپ سکتی تھی۔ ایک روز وہ دربار میں چلتے چلتے دوسرے جن سے ٹکرا گیا۔ تب سب کو پتہ چل گیا کہ نسطور کی نظر کمزور ہوگئی ہے۔ یہ بات شاہ جنات تک پہنچی تو اس نے نسطور کو دربار میں بلا کر اس کی نظر کا امتحان لیا۔ نسطور کو حکم دیا گیا کہ وہ سامنے بیٹھے ہوئے جنوں اور چڑیلوں میں سے ایک جن کا ہاتھ پکڑ کر شاہی تخت تک لائے۔ نسطور کی نگاہ اتنی دھندلی ہوگئی تھی کہ وہ جن اور چڑیل میں فرق نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ وہ جن کی بجائے ایک چڑیل کو پکڑ کر لے آیا اور کہنے لگا۔ "شہنشاہ جنات جن حاضر ہے۔" سارے دربار میں اس کا مذاق اڑایا گیا۔ سب نے کہا کہ نسطور جن کو اب کچھ نظر نہیں آتا۔ شاہ جنات نے یہ دیکھ کر کہ نسطور تقریباً" نابینا ہوچکا ہے، اسے دربار میں طلب کیا اور اسے موت کی سزا سنانے کی بجائے اس کی نوجوانی پر ترس کھا کر اسے کوہ قاف سے جلاوطن کردیا۔ نسطور جن کا کوہ قاف میں صرف ایک ہی دوست تھا، جس کا نام یاماگ جن تھا۔ یاماگ جن اصل میں کوہ قاف کا بڑا زہریلا پھنیر

سانپ تھا مگر جن کی شکل میں رہتا تھا۔

نسطور سیدھا اپنے دوست یاماگ یعنی سانپ جن کے غار میں پہنچا۔

یاماگ جن جنگل کے ایک غار میں رہتا تھا۔ نسطور غار میں گیا تو اس کا جگری دوست یاماگ جن پلنگ پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ اپنے دوست نسطور کو دیکھ کر وہ پلنگ پر سے اٹھ کر نسطور کے گلے ملا اور بولا۔

"دوست نسطور! مجھے جلدی بتاؤ شاہ جنات نے کیا فیصلہ سنایا ہے۔"

نسطور جن نے کہا۔

"پیارے دوست! خدا نے میری جان بچالی ہے۔ شاہ جنات نے مجھے موت کی سزا تو نہیں دی مگر کوہ قاف سے جلاوطن کردیا ہے۔"

یاماگ بولا۔

"زندگی موت تو اللہ کے اختیار میں ہے، خدا کا شکر ہے کہ تمہاری جان بچ گئی، مگر تمہارے جلاوطن ہونے سے بھی مجھے دکھ ہوا ہے۔"

نسطور نے کہا۔

"پیارے یاماگ! میں تم سے آخری بار ملاقات کرنے آیا ہوں۔ شاید اس کے بعد ہم دونوں دوست کبھی نہیں مل سکیں گے۔"

یاماگ جن نے نسطور جن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا۔

"نسطور! تم میرے ایک ہی دوست ہو۔ تم کوہ قاف سے چلے گئے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اکیلا یہاں کیا کروں گا۔ میں بھی تمہارے ساتھ انسانوں کی دنیا میں جاؤں گا۔"

نسطور جن بولا۔

"دوست یاماگ! میں تمہاری محبت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن دوست تم میرے ساتھ خواہ مخواہ کیوں جلاوطن ہوتے ہو۔ مجھے میرے حال پر چھوڑدو۔ زندگی رہی اور خدا نے کوئی سبب بنادیا تو شاید کبھی پھر دونوں دوست مل جائیں۔"

یاماگ جن کہنے لگا۔

"میرا فیصلہ اٹل ہے۔ نسطور! میں تمہارا دوست ہوں اور سچا دوست وہی ہوتا ہے جو مصیبت کے وقت اپنے دوست کے کام آئے۔ اس کو اکیلا نہ چھوڑدے۔ میں ابھی اسی وقت تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔"

نسطور نے اپنے دوست یاماگ کو گلے لگالیا۔ کہنے لگا۔

"پیارے دوست اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو مجھے تمہارے فیصلے سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں۔ جلاوطنی میں تم میرے ساتھ ہوگے تو مجھے بڑا حوصلہ ہوگا۔ آؤ اب چلتے ہیں۔ دن نکلنے والا ہے۔ ہمیں سورج کی روشنی پھیلنے سے پہلے پہلے موت کی پہاڑی سے نیچے انسانوں کی دنیا میں کود جانا ہوگا۔"

"چلو"

یہ کہہ کر یاماگ نے جو اصل میں ایک سانپ جن تھا۔ نسطور کا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دونوں دوست غار سے نکل کر موت کی پہاڑی کی طرف چل پڑے۔ ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔ رات کے پچھلے پہر کا ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ موت کی پہاڑی پر کتنے ہی جن اور چڑیلیں جمع تھیں۔ یہ سارے لوگ نسطور کے چھلانگ لگانے کا منظر دیکھنے کے لئے وہاں آگئے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ یاماگ جن بھی نسطور کے ساتھ انسانوں کی دنیا میں جارہا ہے تو سب نے یاماگ جن کی تعریف کی اور کہا۔

"دوست ہوتو ایسا ہو۔ دوست وہی ہے جو مصیبت میں دوست کے کام آئے۔"

شاہ جنات کا وزیر بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے نسطور اور یاماگ جن کو حکم دیا۔

"تمہارا وقت پورا ہوگیا ہے۔ شاہ جنات کے حکم کے مطابق پہاڑی پر سے چھلانگ لگادو۔"

نسطور جن اور یاماگ جن، دونوں دوست ہاتھ میں ہاتھ ڈالے موت کی پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے تھے۔ ان کے نیچے بادل چھائے ہوئے تھے۔ شاہ جنات کے وزیر نے بلند آواز میں کہا۔

"کود جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی نسطور جن اور یاماگ جن نے پہاڑی پر سے بادلوں میں چھلانگ لگادی۔ وہ فضاء میں تیرتے ہوئے بادلوں میں داخل ہوگئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادلوں میں نیچے ہی نیچے اترتے جا رہے تھے۔

بادل بڑے گہرے تھے۔ نسطور جن کی تو نظر اتنی کمزور تھی کہ ا... بادل سفید دھند کی طرح نظر آ رہے تھے مگر اس کے دوست یاماگ جن ک... بھی اتنے گہرے بادلوں میں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ دونوں دوس... ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بڑے مزے سے بانہیں پھیلائے بادلوں میں نیچے کی طرف اترتے جا رہے تھے۔ نسطور نے پوچھا۔

"یاماگ! کیا ابھی بادل ختم نہیں ہوئے۔"

یاماگ جن بولا۔

"نہیں دوست! ابھی بادل بڑے گہرے ہیں۔ جب ہم انسانوں کی د... کی فضاء میں پہنچیں گے تو یہ بادل بڑے ہلکے ہو جائیں گے۔"

نسطور نے کہا۔

"کچھ پتہ نہیں یار کہ ہم انسانوں کی دنیا میں کہاں جا کر اتریں گے۔ ... کونسا شہر ہوگا۔ کونسا ملک ہوگا۔ کیسے لوگ ہوں گے۔"

یاماگ جن کہنے لگا۔

"جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ آخر ہم جن ہیں، کوئی انسان نہیں ہیں۔ ہمیں کوئی شخص نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

دونوں دوست جن اتنی تیز رفتار کے ساتھ ہماری دنیا کی طرف آ رہے تھے کہ جیٹ ہوائی جہاز بلکہ کوئی راکٹ بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ بادل ایک دم سے گہرے سیاہ آنا شروع ہو گئے۔ سانپ جن

یاماگ نے کہا۔

"نسطور! بادل کالے ہو گئے ہیں۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ انسانوں کی دنیا قریب آ رہی ہے۔"

نسطور نے جواب دیا۔

"اچھی بات ہے ہمارا ہوائی سفر ختم ہو رہا ہے۔ میرا ہاتھ نہ چھوڑنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اکیلا دنیا میں چلا جاؤں۔ مجھے تو اچھی طرح سے دکھائی بھی نہیں دیتا۔"

سانپ جن یاماگ نے کہا۔

"فکر نہ کرو، دوست! میں نے تمہارا ہاتھ چھوڑنے کے لئے نہیں پکڑا۔ دوستی کی ہے تو اب اسے ساری عمر نبھاؤں گا۔"

"یاماگ زندہ باد۔"

نسطور نے مسکرا کر کہا۔

جوں جوں انسانوں کی یعنی ہماری اور آپ کی دنیا قریب آ رہی تھی۔ بادلوں میں بجلیاں چمکنے لگی تھیں۔ بادل گرجنے لگے تھے۔ ایک بار بجلی کڑک کر نسطور جن پر گری ایک بار سانپ جن یاماگ پر بھی بجلی گری مگر چونکہ دونوں جن تھے۔ ان کی طاقت بہت زیادہ تھی۔ اللہ نے انہیں بہت زیادہ طاقت دے رکھی تھی اس لئے ان پر بجلی کا کوئی اثر نہ ہوا۔ سانپ جن یاماگ نے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے انسانوں کی دنیا میں بارش ہو رہی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نسطور نے پوچھا۔

"یاماگ! کیا دنیا میں بھی ہمارے کوہ قاف کی طرح بارش ہوتی ہے؟"

یاماگ بولا۔

"سنا ہے کہ انسانوں کی دنیا میں بھی ہمارے کوہ قاف کی طرح ہی بارشیں ہوتی ہیں۔ دھوپ نکلتی ہے۔ برف بھی گرتی ہے۔ بالکل ہمارے کوہ قاف کی طرح کے موسم ہیں۔"

نسطور خوش ہو کر کہنے لگا۔

"یار! تب تو بڑی اچھی بات ہے۔ وہاں کے لوگ یعنی انسان کیسے ہیں۔؟"

یاماگ نے کہا۔

"سنا ہے کہ وہ لوگ جن بھوتوں سے بڑا ڈرتے ہیں۔ کوئی انسان اوٹ پٹانگ باتیں کرنے لگے تو کہتے ہیں کہ اس کو جن چمٹ گیا ہے، حالانکہ ہم جن لوگ تو کبھی کسی کو نہیں چمٹے۔"

نسطور بولا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں رہنے والے انسان بڑے وہمی ہیں۔ ان کا عقیدہ بڑا کمزور ہے، ورنہ وہ جن بھوتوں سے کبھی نہ ڈریں۔"

یاماگ نے کہا۔

"نسطور بھائی سارے انسان ایک جیسے نہیں ہیں۔ میں نے اپنے ایک بزرگ سانپ جن سے سنا ہوا ہے کہ انسانوں میں جو مسلمان ہیں وہ

سوائے خدا کے اور کسی سے نہیں ڈرتے۔"

نسطور نے کہا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ ہم بھی مسلمان جن ہیں۔ خدا کرے کہ دنیا میں ہم کسی ایسے ملک میں جا کر اتریں جہاں مسلمان لوگ رہتے ہوں۔"

یاماگ نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا۔

"خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔ مجھے نیچے زمین نظر آ رہی ہے۔ تمہاری نگاہ کمزور ہے تم نہیں دیکھ سکتے مگر میں نیچے چھوٹے چھوٹے پہاڑ اور باریک لکیروں کی طرح دریا ندی نالے دیکھ رہا ہوں۔"

نسطور بولا۔

"یار! انسانوں کی دنیا میں جا کر میری آنکھوں کا علاج نہیں ہو سکتا؟"

یاماگ نے جواب میں کہا۔

"ایک بار میرے نانا جن بتا رہے تھے کہ انسانوں کی دنیا میں ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ میرا خیال ہے پھر تمہاری آنکھوں کا علاج بھی ضرور موجود ہوگا۔"

نسطور خاموش رہا۔ نسطور کی آنکھوں کے سامنے اب بادلوں کی دھند نہیں رہی تھی بلکہ اسے روشنی روشنی سی نظر آنے لگی تھی۔ اس نے یاماگ سے پوچھا۔

"کیا بادل چھٹ گئے ہیں یاماگ؟"

یاماگ نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں نسطور بھائی! بادل چھٹ گئے ہیں۔ سورج نکل آیا ہے۔ نیچے مجھے کسی شہر کی اونچی اونچی عمارتیں اور سڑکوں پر دوڑتی ہوئی گاڑیاں نظر آنے لگی ہیں۔"

نسطور نے اڑتے اڑتے گردن جھکا کر نیچے دیکھنے کی کوشش کی۔ اسے دھوپ میں کہیں کہیں سفید دھبے سے چمکتے نظر آئے۔ بولا۔

"خدا کرے ہم کسی اچھی جگہ پر جاکر اتریں۔"

"کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ہم کہاں جاکر اتریں گے' لیکن جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

یاماگ اتنا کہہ کر نسطور کے بازو کو پکڑ کر ایک طرف کو زمین کی طرف فضاء میں غوطہ لگاگیا۔ دونوں دوست بالکل ہوائی جہاز کی طرح فضاء میں تیرتے ہوئے نیچے لینڈ کررہے تھے۔ اس وقت ان کے نیچے ایک چھوٹا سا دریا تھا جس کے پل پر سے ریل گاڑی گزر رہی تھی۔ یاماگ نے ریل گاڑی کو دیکھ کر کہا۔

"کوئی گاڑی دریا کے پل پر سے گزر رہی ہے۔"

نسطور بولا۔

"کاش میں یہ نظارہ دیکھ سکتا۔ مجھے دنیا میں چلنے والی ریل گاڑیاں دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔"

جن مخلوق ہونے کی وجہ سے دونوں جن دوستوں کو اتنا ضرور معلوم ہوگیا تھا کہ انسان نے اپنی دنیا میں بڑی ترقی کرلی ہے اور وہ ہوائی

جہازوں اور ریل گاڑیوں میں سفر کرتا ہے۔ اچانک سامنے سے ایک ہوائی جہاز آگیا۔ نسطور کو ہوائی جہاز نظر نہیں آیا تھا۔ یاماگ نے ہوائی جہاز کو دیکھ کر کہا۔

"نسطور ایک ہوائی جہاز ہوا میں اڑ رہا ہے۔"

نسطور بولا۔

"اچھا کاش میں ہوائی جہاز کو اچھی طرح دیکھ سکتا۔ میں نے ہوائی جہاز کے بارے میں کافی سن رکھا ہے۔"

ہوائی جہاز پی آئی اے کا تھا۔ وہ سیدھا یاماگ اور نسطور جن کی طرف آرہا تھا۔ یاماگ بالکل نہ گھبرایا۔ ہوائی جہاز بہت بڑا تھا' وہ گرجتا ہوا یاماگ جن اور نسطور جن کے درمیان سے گزر گیا' بلکہ وہ دونوں جن دوست ہوائی جہاز کے اندر سے گزر گئے۔ نسطور نے جلدی سے کہا۔

"یہ شور اور روشنی ہوائی جہاز کی تھی نا؟"

"ہاں۔ ہوائی جہاز ہمارے اندر سے گزر گیا ہے۔"

نسطور نے ہنس کر کہا۔

"ہم جن ہیں۔ دنیا والے ہمیں دیکھ نہیں سکتے' ورنہ جہاز میں بیٹھے ہوئے لوگ جہاز کو ہمارے اندر سے گزرتے دیکھ کر غش کھا جاتے۔"

دونوں دوست جن دریا کے پار پل کی دوسری جانب ایک جگہ گھنے درختوں میں اتر گئے۔ اس وقت صبح ہوچکی تھی اور لوگ سیر کررہے تھے۔ کچھ لڑکے جوگنگ کرنے جارہے تھے۔ نسطور کا ہاتھ پکڑے یاماگ درخت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے نیچے ایک جگہ بیٹھ گیا۔

"ہم انسانوں کی دنیا میں آ گئے ہیں۔ نسطور!"

نسطور سانس اندر کو کھینچ کر بولا۔

"یاماگ! یہاں کی ہوا بڑی خوشگوار ہے۔"

یاماگ نے کہا۔

"ہاں اور موسم بھی بڑا خوشگوار ہے۔ ویسے تو ہم جن لوگوں کو نہ گرمی ستاتی ہے نہ سردی زیادہ لگتی ہے۔ مگر یہ خوشگوار موسم تو بڑا ہی اچھا لگتا ہے۔"

نسطور کو کسی کے دوڑنے کی آواز آئی۔ اس نے یاماگ سے پوچھا۔

"یہ کون دوڑ رہا ہے یاماگ؟"

یاماگ بولا۔"

"ایک آدمی دوڑ لگا رہا ہے۔ یہاں کے لوگ صبح کو بڑی ورزشیں کرتے ہیں۔"

نسطور نے کہا۔

"یار! اب پتہ کرنا چاہئے کہ کونسا ملک ہے اور ہم کون سے شہر میں اتر آئے ہیں۔"

یاماگ بھی چونکہ کوہ قاف کا جن تھا' اس لئے اس کے سر پر بھی نسطور کی طرح دو سینگ نکلے ہوئے تھے۔ اس نے نسطور سے کہا۔

"بھائی نسطور! ہمیں اب چونکہ انسانوں کی دنیا میں رہنا ہے تو

انسانوں کا حلیہ بنا کر رہنا چاہئے۔ یہ جو ہمارے سروں پر سینگ اگے ہوئے ہیں ان سے تو یہاں کے لوگ ڈر جائیں گے اور تمہیں کوئی اپنے قریب بھی نہیں پھٹکنے دے گا۔ ہمیں یہ سینگ غائب کر دینے چاہئیں۔"

نسطور بولا

"ہاں یہ ٹھیک کہا تم نے۔ میں بھی اپنے سر کا سینگ غائب کر دیتا ہوں۔ تم بھی اپنے سر کا سینگ غائب کر دو۔"

یہ کہہ کر نسطور نے ہاتھ اوپر کیا۔ زور سے چٹکی بجائی اور اس کے سر کے دونوں سینگ غائب ہو گئے۔ یاماگ بولا۔

"اب میں اپنے سینگ غائب کر لیتا ہوں۔"

یاماگ چونکہ سانپ جن تھا اس لئے اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے منہ سے سانپ کی سیٹی کی آواز نکالی اور اس کے سینگ بھی غائب ہو گئے۔ شکلیں دونوں کی پہلے ہی انسانوں جیسی تھیں' چونکہ وہ کوہ قاف کے مسلمان جن تھے اور نیکی کے جن تھے اس لئے ان کی شکلیں پرستان کے جن بھوتوں والی نہیں تھیں بلکہ عام انسانوں جیسی تھیں۔ یاماگ کے ماتھے پر چھوٹا سا گول نشان ضرور تھا جس کا رنگ نسواری تھا۔ جب وہ سانپ بنتا تھا تو یہ نشان سرخ ہو کر انگارے کی طرح دہکنے لگتا تھا۔ عام نظر سے دیکھنے پر یہ کسی معمولی سی چوٹ کا نشان لگتا تھا۔ یاماگ نے نسطور سے کہا۔

"تمہاری نظر بہت کمزور ہے اس لئے تم یہیں بیٹھو میں پل پر جا کر لوگوں سے معلوم کرتا ہوں کہ یہ کونسا ملک ہے۔ کونسا شہر ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نسطور بولا۔ "یار جلدی آجانا۔"
یاماگ نے جاتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں یوں گیا اور یوں آیا۔"
اور یاماگ جن دریا کے پل کی طرف چلا گیا۔

○☆○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پراسرار بوڑھا سپیرا

کوہ قاف کے نیک جن ہونے کی وجہ سے نسطور اور یاماگ میں ایک طاقت یہ بھی تھی کہ وہ دنیا کی ہر زبان پڑھ سکتے تھے، سمجھ سکتے تھے اور بول سکتے تھے۔ جہاں چاہیں جس وقت چاہیں غائب ہو سکتے تھے۔ وہ اپنی مرضی سے پلاؤ زردے کی پوری دیگ کھا سکتے تھے۔ تالاب کا سارا پانی پی کر تالاب کو خشک کر سکتے تھے مگر جب نہ کھانا چاہیں تو ساری عمر کھائے پیے بغیر رہ سکتے تھے۔ انہیں نہ بھوک لگتی تھی نہ پیاس لگتی تھی۔ یاماگ چونکہ سانپ جن تھا اس لیے وہ جب چاہے اپنی جون بدل کر اپنا روپ بدل کر سانپ بن سکتا تھا، اور سانپ بن کر ہوا میں اڑ کر جہاں چاہے جا سکتا تھا۔ اس کا زہر اتنا زبردست تھا کہ اگر وہ کسی انسان کو ڈس دے تو اس کے سارے جسم میں آگ لگ جاتی اور وہ جل کر کوئلہ بن جاتا تھا۔ اس کی پھنکار میں اتنی گرمی تھی کہ اگر وہ کسی پانی کے تالاب پر پھنکار مار دے تو تالاب کا پانی ایک دم خشک ہو کر رہ جائے۔ یاماگ کی ساری طاقت کا راز اس کے منکے میں تھا۔ یاماگ کے منہ کے اندر ایک تھیلی سی بنی ہوئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ منکا اس تھیلی کے اندر چھپا رہتا تھا۔ جب کبھی یاماگ سانپ کی شکل اختیار کرتا تب بھی یہ منکا یاماگ کے سانپ والے منہ کے اندر جھلی والی تھیلی کے اندر ہی رہتا تھا' جس طرح نسطور جن کی طاقت کا راز اس کے لاکٹ میں تھا اسی طرح سانپ جن یاماگ کی طاقت کا راز بھی اس کے منکے میں تھا۔ اگر یاماگ سے اس کا منکا چھین لیا جائے تو اس کی ساری طاقت ختم ہوجاتی تھی۔ یاماگ چلتے چلتے دریا کے پل کے پاس آیا تو وہاں ایک جگہ کوئی سپیرا ڈگڈگی اور بانسری بجاکر سانپوں کا تماشہ دکھا رہا تھا۔ بہت سے لوگ کھڑے سانپوں کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ یاماگ نے قریب جاکر ایک آدمی سے پوچھا۔

"کیوں بھائی جان اس شہر کا کیا نام ہے؟"

اس آدمی نے حیران ہوکر یاماگ کی طرف دیکھا اور ہنس کر کہا۔

"تم کتنے عجیب آدمی ہو کہ جس شہر میں چل پھر رہے ہو اس کے نام ہی سے واقف نہیں ہو۔"

یاماگ نے تھوڑا شرمندہ سا ہوکر کہا۔

"بھائی جان! میں یہاں بالکل اجنبی ہوں۔ بس اتفاق سے آگیا ہوں۔ آپ مجھے اس شہر کا نام بتادیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔"

یاماگ اردو زبان میں بات کررہا تھا۔ اپنی جن کی طاقت کی وجہ سے وہ جس ملک میں تھا اس کی ملک کی ہر زبان میں بات کرسکتا تھا۔ وہ آدمی کہنے لگا۔

"بھائی یہ شہر لاہور ہے اور یہ ملک پاکستان ہے' اب ایسا کرو کہ کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ اور اپنے دماغ کا علاج کراؤ۔"

وہ آدمی دوسری بات کرکے سانپوں کا تماشہ دیکھنے لگا۔ ملک اور شہر کا تو یاماگ کو پتہ چل ہی گیا تھا۔ اس کا جی چاہا کہ ذرا انسانوں کی دنیا کے سانپوں کا تماشہ بھی دیکھ لے' چنانچہ وہ ذرا آگے ہوا اور تماشہ دیکھنے لگا۔

اس وقت ایک کافی موٹا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا اور سپیرے کا لڑکا بانسری اور ڈگڈگی بجاکر اس کے گرد چکر لگارہا تھا۔ اس لڑکے کا تجربہ کار بوڑھا سپیرا باپ ذرا پرے ہوکر بیٹھا ایک سانپ کو پٹاری میں بند کررہا تھا۔ اچانک سانپ نے ہلکی سی پھنکار مار کر منہ اوپر کو اٹھایا۔ تجربہ کار بوڑھا سپیرا فوراً سمجھ گیا کہ کوئی ان ہونی بات ہوگئی ہے۔ اس نے سانپ کو تو پٹاری میں بند کردیا اور جو سانپ زمین پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا' اس کی طرف دیکھا۔ بوڑھا سپیرا یہ دیکھ کر حیران سا ہوگیا' ہوکر کنڈلی والا سانپ بھی بے چین ہورہا تھا اور بار بار اپنا سر اوپر اٹھاکر لوگوں کے ہجوم میں ایک طرف دیکھ رہا تھا۔ ان دونوں سانپوں کو پتہ چل گیا تھا کہ وہاں کوہ قاف کا جن سانپ یاماگ انسانی شکل میں موجود ہے۔ بوڑھے سپیرے نے اپنی ساری عمر سانپوں میں گزاری تھی۔ اس کے نانا سپیرے نے اسے بتایا ہوا تھا کہ کوہ قاف میں جن سانپ یاماگ رہتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ماتھے پر نسواری رنگ کا چھوٹا سا گول نشان ہوتا ہے' اگر کوئی سپیرا اس سانپ کا منکا حاصل کرلے تو وہ زمین کے اوپر اور زمین کے اندر چھپے ہوئے سارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانوں کا مالک بن سکتا ہے۔ بوڑھے سپیرے کے نانا سپیرے نے مرتے وقت وہ منتر بھی بتادیا تھا جس کو پڑھ کر اگر یاماگ سانپ پر پھونک دیا جائے تو یاماگ سانپ بے ہوش ہوجاتا ہے۔

بوڑھے سپیرے نے اس طرف دیکھا جس طرف کنڈلی والا سانپ گردن اٹھاکر دیکھ رہا تھا۔ بوڑھے سپیرے کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ اس نے لوگوں کے ہجوم میں سے یاماگ سانپ کو انسانی شکل میں دیکھ لیا تھا۔ بوڑھا سپیرا منہ ہی منہ میں منتر پڑھتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور سیدھا اس جگہ آگیا جہاں یاماگ جن لوگوں کے درمیان کھڑا سانپ کا تماشہ دیکھ کر خوش ہورہا تھا۔ کوہ قاف کے جن چونکہ بھولے بھالے اور نیک جن ہوتے ہیں اس لیے وہ دوسروں کو بھی بھولا بھالا اور نیک دل ہی سمجھتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ انسانوں میں بڑے بڑے عیار اور خطرناک لوگ بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب بوڑھا سپیرا پیسے جمع کرنے والی تھالی ہاتھ میں لیے لوگوں سے ایک ایک پیسہ لیتا یاماگ جن کے پاس آیا تو یاماگ کو ذرا بھی شک نہ ہوا کہ اس بوڑھے سپیرے کے دل میں اس کے خلاف بڑی خطرناک سازشیں تیار ہوچکی ہے۔ بوڑھا سپیرا یاماگ کے بالکل سامنے آگیا۔ اس نے یاماگ کے ماتھے پر نسواری رنگ کا گول نشان دیکھا تو خوشی سے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کا شکار اس کے بالکل سامنے موجود تھا۔ بوڑھا سپیرا منہ میں منتر پڑھے جارہا تھا۔ یاماگ کے قریب آتے ہی سپیرے نے منتر پورا کرکے اس کے چہرے پر آہستہ سے پھونک ماری اور

یاماگ کا سر چکرایا اور وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ لوگ ایک دم پرے پرے ہٹ گئے۔ بوڑھے سپیرے نے بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے لوگوں سے کہا۔

"بھائیو! اس پر میرے کنڈلی والے سانپ کا اثر ہوگیا ہے۔ جس نے اس کو ہاتھ لگایا وہ بھی بے ہوش ہوجائے گا۔ میرے پاس ڈیرے پر اس جادو کا توڑ موجود ہے۔ میں اس بے ہوش نوجوان کو اپنے ڈیرے پر لے جاکر بالکل ٹھیک کردوں گا۔ پرے پرے ہٹ جاؤ۔ پرے پرے ہٹ جاؤ۔"

لوگ سانپ کے جادو طلسم کی بات سن کر ڈر کر پرے پرے ہٹ گئے۔ کچھ تو وہاں سے چلے گئے۔ بوڑھے سپیرے نے اپنے بیٹے سے کہا۔

"بیٹا اس کو اٹھاکر تانگے رکشے میں ڈالو۔ اس کا جلدی علاج نہ کیا تو بے چارا ساری زندگی کے لیے نابینا ہوجائے گا۔"

سپیرے اور اس کے بیٹے نے مل کر یاماگ کو ایک رکشے میں ڈالا' خود بھی اپنی سانپوں کی پٹاری لے کر رکشے میں بیٹھ گئے اور رکشا شہر سے باہر سپیروں کے ڈیرے کی طرف روانہ ہوگیا۔

دوسری طرف نسطور جن کو جب بیٹھے بیٹھے کافی دیر ہوگئی اور اس کا دوست یاماگ واپس نہ آیا تو وہ بے چین ہوگیا۔ دل میں دعا مانگنے لگا کہ یااللہ خیریت ہو۔ کہیں یاماگ کو کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو۔ اتنا وہ جانتا تھا کہ یاماگ نہ کسی موٹر کے نیچے آکر مرسکتا ہے نہ اس پر کسی کا خنجر اور گولی ہی اثر کرسکتی ہے' مگر جب وہاں درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے نسطور جن کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دو گھنٹے گزر گئے اور یاماگ واپس نہ آیا تو وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کوہ قاف سے نکلنے کے بعد نسطور کی کچھ طاقتیں وہیں کوہ قاف میں چھین لی گئی تھیں۔ مثلاً" جن یہ معلوم کرلیتے ہیں کہ فلاں آدمی اس وقت کہاں ہوگا۔ فلاں شہر میں اس وقت کس قسم کا موسم ہوگا' مگر نسطور کے پاس اب یہ طاقت نہیں تھی۔ اس لیے وہ یہ معلوم نہیں کرسکتا تھا کہ سانپ جن یاماگ اس وقت کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ اسے خود چل کر معلوم کرنا تھا کہ یاماگ کہاں رہ گیا ہے' مگر مشکل یہ تھی کہ نسطور جن کی نظر بہت زیادہ کمزور تھی۔ وہ راستہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ دور سے تو اسے بالکل ہی کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ قریب سے بھی انسانوں کے چہرے دھندلے دھندلے سے دکھائی دیتے تھے۔ نسطور جن بڑا پریشان ہوا کہ یا اللہ یاماگ کہاں کھوگیا۔ اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ کوئی جوگنگ کرتا اس کی طرف آرہا تھا۔ یہ عمران تھا جو گلبرگ کے ایک انگلش سکول میں 9th سٹینڈرڈ میں پڑھتا تھا۔ عمران ہر روز اپنے ڈیڈی کے ساتھ ڈیڈی کی پرانی فوکس ویگن میں بیٹھ کر صبح سویرے جوگنگ کرنے دریا والے پارک میں آیا کرتا تھا۔ اس وقت وہ پارک میں جوگنگ کرتے ہوئے اپنا دوسرا چکر پورا کررہا تھا۔ اس کے ڈیڈی باغ میں سیر کررہے تھے۔ جب عمران نسطور جن کے قریب سے گزرا تو نسطور نے آواز دے کر کہا۔

"بھائی ذرا میری بات سننا۔"

عمران رک گیا۔ وہ نسطور کے پاس آیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک

خوش شکل سنہری بالوں والا اونچا لمبا لڑکا پتلون کے اوپر برساتی پہنے اس طرح کھڑا دیکھ رہا ہے جیسے کسی شے کو دیکھنے کی کوشش کررہا ہو۔ اس نے پوچھا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔ بیٹا؟"

عمران نے مسکرا کر کہا۔

"میرا نام عمران ہے۔ آپ کون ہیں؟"

مجھے کس لیے بلایا ہے؟"

نسطور جن نے کہا۔

"عمران بیٹا! میرا نام نسطور ہے۔ میں اپنے دوست کے ساتھ اس شہر میں نیا نیا آیا ہوں۔ میرا دوست کھانے کے لئے کچھ لینے دریا کے پل کی طرف گیا تھا۔ کتنی دیر ہوگئی ہے۔ ابھی تک نہیں آیا۔ بیٹا میری نظر بہت کمزور ہے۔ میں دو قدم سے آگے نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے میرے دوست کا پتہ کردو۔ اس کا قد درمیانہ رنگ گندمی اور بال گھنگھریالے ہیں۔ اس نے بھی میری طرح پتلون اور برساتی پہن رکھی ہے۔"

عمران نے کہا۔

"اچھا انکل میں ابھی پتہ کرکے آتا ہوں۔ آپ یہیں بیٹھیں۔"

عمران جوگنگ کرتا دریا کے پل کی طرف چل دیا۔ دریا کا پل وہاں سے دور نہیں تھا۔ پل پر جاکر عمران نے ادھر ادھر بہت دیکھا مگر وہاں اسے اس حلیے کا کوئی آدمی نظر نہ آیا جو حلیہ نسطور جن نے اسے بتایا تھا۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس آگیا اور نسطور سے کہنے لگا۔

"انکل نسطور! پل پر تو ایسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں نے سب جگہ دیکھا ہے۔"

نسطور کا دل بوجھل سا ہوگیا۔ غمگین سا ہو کر بولا۔

"اچھا بیٹا۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔ میں یہیں بیٹھ کر اپنے دوست کا انتظار کرتا ہوں۔ تمہارا شکریہ۔"

عمران نے مسکرا کر کہا۔

"نو پرابلم انکل۔"

اور جوگنگ کرتا آگے نکل گیا۔

عمران ہر صبح پارک کے دو چکر لگاتا تھا۔ وہ اپنا دوسرا چکر پورا کر کے پارک کے گیٹ پر آگیا جہاں ان کی پرانی فوکس ویگن کھڑی تھی، اور اس کے ڈیڈی بونٹ اٹھا کر انجن کا کوئی نٹ کس رہے تھے۔ عمران کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے گاڑی کے پچھلے ٹائر پر زور سے ٹھوکر ماری اور کہا۔

"مائی فٹ — ٹریش بالکل ٹریش۔"

ڈیڈی نے بونٹ کے نیچے سے سر باہر نکال کر انگلی سے اپنی ناک پر عینک ٹھیک کرتے ہوئے عمران کو ڈانٹا۔

"عمران بیٹا ایسی بات نہیں کیا کرتے۔"

عمران بولا۔

"ڈیڈی آپ نئی کار کیوں نہیں لیتے۔ میرے سارے دوست نئی کاروں

میں سکول آتے ہیں۔"

ڈیڈی نے کہا۔

"بیٹا وہ امیر ماں باپ کے بیٹے ہیں، میں اتنا امیر نہیں ہوں۔ آرام سے بیٹھو۔ ابھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔"

مگر ڈیڈی کی گاڑی اب کباڑہ ہو چکی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ یہ گاڑی اتنی جلدی ٹھیک نہیں ہوگی۔ اسے بھی کوئی جلدی نہیں تھی۔ کیونکہ سکول میں اس روز چھٹی تھی۔ وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ پارک میں فٹ بال کھیلنے لگا۔ عمران جب فٹ بال کھیلتے کھیلتے تھک گیا تو ڈیڈی کے پاس آکر کہنے لگا۔

"ڈیڈی! گاڑی کب ٹھیک ہوگی؟

ڈیڈی نے گاڑی کا بونٹ گراتے ہوئے کہا۔

"بیٹا! اس کا ایک نٹ بولٹ ٹوٹ گیا ہے۔ نیا نٹ بولٹ پڑے گا تو گاڑی چلے گی۔ ابھی ہم اسے چوکیدار کے پاس یہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ میں نیا نٹ بولٹ لا کر اسے لگا دوں گا تو گاڑی لے جاؤں گا۔

○☆○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹرک غائب تھا

ڈیڈی گاڑی کے دروازے بند کررہے تھے کہ عمران کی نظر نسطور پر پڑی۔ نسطور جن پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا باغ کے دروازے کی طرف جارہا تھا۔ عمران نے جلدی سے جاکر نسطور کا ہاتھ پکڑلیا اور بولا۔

"انکل! میں آپ کو راستہ دکھاتا ہوں۔"

نسطور نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔ کہنے لگا۔

"شکریہ بیٹا عمران! مگر تم ابھی تک یہیں ہو۔ گھر نہیں گئے۔"

عمران نے کہا۔

"کیا کروں انکل! ہماری گاڑی خراب ہوگئی ہے۔ اب رکشے پر جانا پڑے گا۔ مجھے رکشا بالکل اچھا نہیں لگتا۔"

نسطور جن نے کہا۔

"عمران بیٹا! چل کر مجھے دکھاؤ۔ گاڑی میں کیا خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ شاید میں اسے ٹھیک کردوں۔"

عمران نے خوش ہوکر پوچھا۔

"انکل نسطور! کیا آپ موٹر مکینک ہیں۔"

نسطور مسکرایا۔

"ہاں بیٹا تھوڑا بہت یہ کام بھی سیکھا ہوا ہے۔"

عمران نسطور جن کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ڈیڈی کے پاس لے آیا۔

"ڈیڈی! یہ انکل نسطور ہیں۔ ان کی نظر بہت کمزور ہے، مگر یہ گاڑی ٹھیک کرسکتے ہیں۔"

"کون انکل نسطور۔" ڈیڈی نے حیران ہوکر نسطور جن کی طرف دیکھا۔ نسطور کو ڈیڈی کی دھندلی سی شکل دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے ڈیڈی کو سلام کیا اور کہا۔

"بھائی صاحب! میرا نام نسطور ہے۔ میرا دوست مجھے باغ میں بٹھاکر کچھ کھانے کو لینے گیا تھا۔ پھر واپس ہی نہیں آیا۔ اب واپس ریلوے سٹیشن جارہا ہوں۔"

عمران بولا۔

"ڈیڈی! نسطور انکل ابھی گاڑی ٹھیک کردیں گے۔"

ڈیڈی نے رومال سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ارے! انجن کا ایک نٹ بولٹ ہی ٹوٹ گیا ہے، یہ اسے کیسے ٹھیک کریں گے۔"

نسطور جن نے کہا۔

"آپ مجھے انجن کے پاس لے چلیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈیڈی نے منہ سکیڑ کر دل میں کہا۔ "یہ اب خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع کرے گا۔" مگر عمران کی ضد کے آگے وہ مجبور ہو گئے۔ انہوں نے گاڑی کا بونٹ کھول کر نسطور جن سے کہا۔

"اس کے اندر خرابی ہے۔ نیا نٹ بولٹ لگے گا۔"

عمران کہنے لگا۔

"انکل نسطور! اسے ٹھیک کردیں۔ پلیز میں گاڑی میں بیٹھ کر گھر جاؤں گا۔"

نسطور جن نے اپنا سر گاڑی کے انجن کے اوپر جھکایا اور ہاتھ سے انجن کو چھوا اور اندر ہی اندر ہلکی سی چٹکی بجاکر دل میں دہرایا۔

"ٹھیک ہوجا گاڑی کے انجن۔"

اچانک گاڑی کا انجن سٹارٹ ہوگیا۔ ڈیڈی تو دنگ ہو کر رہ گئے کہ ٹوٹے ہوئے نٹ بولٹ کے ساتھ انجن کیسے سٹارٹ ہوگیا۔ عمران خوشی سے تالی بجاکر کہنے لگا۔

"دیکھا ڈیڈی! میں نہ کہتا تھا نسطور انکل گاڑی ٹھیک کردیں گے۔"

ڈیڈی نے بونٹ کے اندر جھک کر انجن کو دیکھا تو یہ دیکھ کر ان کی عقل حیران رہ گئی کہ جہاں نٹ بولٹ ٹوٹا ہوا تھا وہاں ایک بالکل نیا نٹ بولٹ لگا ہوا تھا۔ ڈیڈی سر باہر نکال کر نسطور کو تکنے لگے۔

"بھائی صاحب! یہ آپ نے نیا نٹ بولٹ کہاں سے لاکر لگادیا؟"

نسطور جن بڑی معصومیت سے بولا۔

"بھائی صاحب میں نے نیا نہیں لگایا۔ پرانے کو ہی ٹھیک کردیا ہے۔"

مگر ڈیڈی کو یقین نہیں آرہا تھا۔ عمران نے نسطور انکل سے کہا۔

"انکل نسطور آپ بھی ہمارے ساتھ گھر چلیں۔ ناشتہ کرکے سٹیشن پر چلے جانا۔"

ڈیڈی اپنے اکلوتے بیٹے عمران کی کسی خواہش کو نہیں ٹالتے تھے۔ ان کا دل تو نہیں چاہتا تھا، مگر عمران کی خواہش پر، نسطور جن کو ساتھ لے کر چلنے پر راضی ہوگئے۔ نسطور جن کو اپنے دوست سانپ جن یاماگ کا خیال آرہا تھا کہ خدا جانے وہ کس مصیبت میں پھنس گیا ہے، مگر وہ خود بھی باغ میں کب تک بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہتا۔ آخر یاماگ کو اللہ کے بھروسے پر چھوڑ کر عمران کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

ڈیڈی خود گاڑی چلا رہے تھے۔ دن کافی نکل آیا تھا۔ سڑکوں پر بڑی ٹریفک تھی، ویگنیں بسیں موٹریں، رکشے، سکوٹر چل رہے تھے۔ ڈیڈی نے ایک موڑ کاٹا تو اچانک سامنے سے ایک بہت بڑا ٹرک آگیا۔ ٹرک فل سپیڈ کے ساتھ آرہا تھا۔ ڈیڈی نے جلدی سے بریک لگائی مگر ٹرک سر پر پہنچ گیا تھا۔ ڈیڈی اور عمران کی چیخ نکل گئی۔ ٹرک نے تو فوکس ویگن گاڑی سے ٹکراکر اس کے پرخچے اڑا دینے تھے، مگر یہ کیا ہوا؟ ڈیڈی اور عمران پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے سڑک پر دیکھ رہے تھے، جو ٹرک فل سپیڈ پر آرہا تھا اور جس کو ڈیڈی کی گاڑی سے ٹکر مارنی تھی، وہ غائب ہوچکا تھا۔ ڈیڈی کا چہرہ خوف سے سفید پڑگیا تھا۔ انہوں نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ٹرک کہاں چلا گیا؟ وہ سامنے سے آرہا تھا، میں نے خود دیکھا تھا۔"

عمران نے بھی کہا۔

"میں نے بھی دیکھا تھا ڈیڈی۔"

نسطور بولا۔

"میں نے نہیں دیکھا۔ اصل میں میری نظر کمزور ہے نا۔ کیا ہوا تھا؟ کوئی ایکسیڈنٹ ہونے لگا تھا؟"

ڈیڈی نے کہا۔

"بھائی صاحب! اتنا بڑا حادثہ ہونے لگا تھا، کہ شاید ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچتا۔ میرے خدا! تیرا شکر ہے، مگر ٹرک گیا کہاں؟"

ڈیڈی اور عمران نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ ٹرک پیچھے بھی کہیں نہیں تھا۔ نسطور جن دل میں مسکرا رہا تھا۔ یہ کام اسی کا تھا، ٹرک کی آواز سن کر اس نے اندازہ لگالیا تھا کہ وہ سامنے آرہا ہے اور ابھی ٹکرا جائے گا، چنانچہ نسطور جن نے عین وقت پر منتر پڑھ کر پھونکا اور ٹرک عمران کی گاڑی کے ساتھ ٹکراتے ٹکراتے غائب ہوگیا۔ سارا رستہ عمران اور ڈیڈی بار بار یہی سوچ کر حیران ہوتے رہے کہ ٹرک کیسے غائب ہوگیا۔ عمران کے ڈیڈی کی ماڈل ٹاؤن میں چھوٹی سی کوٹھی تھی جس کا ایک چھوٹا سا باغیچہ بھی تھا۔ یہاں عمران کی ممی اور عمران کی چھوٹی بہن معطر بھی رہتی تھی۔ معطر اور اس کی امی دھوپ میں بیٹھی تھیں۔ گاڑی کوٹھی میں داخل ہوگئی۔ ڈیڈی اور عمران کو دیکھ کر امی نے پوچھا۔

"عمران کے ڈیڈی! آج سیر کرتے کرتے اتنی دیر کیوں لگادی؟"

معطر اخبار میں بچوں کا صفحہ دیکھ رہی تھی۔ ہنس کر بولی۔

"امی! آج پھر ہماری ٹریش گاڑی خراب ہوگئی ہوگی۔"

ڈیڈی بولے۔

"بیگم آج تو اللہ نے بچالیا۔"

ہائے کیا ہوا؟" امی نے پریشان ہوکر پوچھا۔

نسطور ابھی تک گاڑی کے اندر ہی بیٹھا تھا۔ عمران بولا۔

"امی جان! سامنے سے فل سپیڈ پر ایک ٹرک آگیا۔"

"ہائے میرے خدا! پھر کیا ہوا؟"

ڈیڈی نے کہا۔

"پھر کیا ہونا تھا۔ اللہ نے بچالیا۔ پورے کا پورا ٹرک ہی غائب ہوگیا۔"

امی نے تعجب سے پوچھا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔"

"بس ہوگیا۔ خدا جب بچانا چاہے تو لاکھ بہانے بن جاتے ہیں۔"

امی نے گاڑی میں ایک نوجوان کو بیٹھے دیکھا تو پوچھا۔

"گاڑی میں کون بیٹھا ہے۔"

عمران بولا۔

"انکل نسطور ہیں۔ اس شہر میں ان کا کوئی نہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو یہاں کیوں لے آئے ہو انہیں؟"

امی نے دبی زبان میں عمران سے پوچھا۔ ڈیڈی نے کہا۔

"کوئی برکت والا نوجوان ہے۔ شاید اسی کی وجہ سے خدا نے ہمیں بچالیا ہے ورنہ آج ہم دونوں کی لاشیں ہی گھر آتیں۔"

"ہائے اللہ ایسی باتیں نہ کریں۔ مہمان کو بلالیں۔"

عمران جلدی سے جاکر انکل نسطور کو ساتھ لے آیا۔ نسطور کو قریب آکر عمران کی امی کی دھندلی سی شکل نظر آئی تو اس نے انہیں سلام کیا۔ امی نے بڑے اخلاق کے ساتھ جواب دیا' کیونکہ اسے یقین سا ہوگیا تھا کہ اس نوجوان کی وجہ سے عمران اور اس کے شوہر کی جان بچ گئی ہے۔

ڈیڈی نے رحمو بابا کو آواز دی۔

"رحمو بابا!"

گھریلو ملازم رحمو بابا کچن سے نکل کر آیا۔ ڈیڈی نے کہا۔

"بھئی ناشتہ لے آؤ۔ عمران کے انکل نسطور بھی ہمارے ساتھ ناشتہ کریں گے۔"

معطر نسطور جن کے قریب آگئی۔ جھک کر معصوم چہرے سے نسطور جن کو دیکھا اور کہا۔

"انکل انکل! آپ کہاں رہتے ہیں۔"

نسطور جن نے مسکرا کر معطر کو پیار کیا اور کہا۔

"بیٹی میں کوہ قاف میں رہتا ہوں۔"

معطر بولی۔

"انکل! کوہ قاف میں تو جن بھوت رہتے ہیں۔ کیا آپ جن ہیں۔"

نسطور جن نے ہنس کر کہا۔

"نہیں بیٹا میں تو غریب آدمی ہوں۔ دوست کے ساتھ کراچی سے لاہور آیا تھا۔ وہ کہیں غائب ہوگیا' میں اکیلا تھا' عمران اور تمہارے ڈیڈی مہربانی کرکے مجھے گھر لے آئے ہیں۔ ناشتہ کرکے چلا جاؤں گا۔"

عمران کے ڈیڈی کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوگیا ہوا تھا کہ نوجوان نسطور ان کے لیے باعث برکت ہے۔ شاید اسی کی وجہ سے وہ اتنے بڑے حادثے سے بچ گئے ہیں۔ اگرچہ انہیں ابھی تک یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اتنا بڑا ٹرک سڑک پر سے غائب کیسے ہوگیا۔ ڈیڈی نے کہا۔

"نسطور بھائی آپ اگر چاہیں تو کچھ روز ہمارے ہاں ٹھہرجائیں۔ آپ کے دوست کو بھی تلاش کرلیا جائے گا۔"

نسطور جن چاہتا تو یہی تھا۔ اوپر سے اس نے تھوڑا سا تکلف کیا کہ نہیں آپ کی مہربانی ہے۔ پھر بڑی جلدی مان گیا۔ ڈیڈی نے نسطور سے پوچھا۔

"بھائی نسطور تمہاری نظر کیسے کمزور ہوگئی؟ تم تو ابھی نوجوان ہی ہو۔"

نسطور بولا۔

"بس جناب کیا عرض کروں۔ خدا جانے کیسے کمزور ہوگئی۔ اب تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قریب سے بھی بہت کم دکھائی دیتا ہے۔"

امی نے کہا۔

"بھائی تم عینک کیوں نہیں لگوا لیتے؟"

نسطور جن کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ عینک کیا ہوتی ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا۔

"وہ کیا ہوتی ہے بھائی جان۔؟"

ڈیڈی، عمران اور امی ہنس دیئے۔ معطر نے زور سے ہنس کر کہا۔ انکل کو پتہ ہی نہیں عینک کیا ہوتی ہے۔"

ڈیڈی بولے۔ "ڈاکٹر آنکھیں ٹیسٹ کر کے عینک لگا دیتا ہے۔ پھر سب کچھ ٹھیک نظر آنے لگتا ہے۔ نظر بالکل درست ہو جاتی ہے۔"

نسطور جن بہت خوش ہوا۔

"پھر تو بھائی صاحب مجھے عینک ضرور لگوا دیں۔ میں ساری زندگی آپ کا احسان نہیں بھولوں گا۔"

ڈیڈی نے کہا۔

"ضرور لگوا دیں گے فکر نہ کرو۔"

رحمو بابا ناشتہ لے آیا اور وہ سب ناشتہ کرنے لگے۔

○☆○

نسطور کی عینک

اب ہم سانپ جن یاماگ کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہے۔ یاماگ کو بوڑھا سپیرا بے ہوش کر کے اپنے ڈیرے پر لے گیا تھا۔ ڈیرے پر جاتے ہی سپیرے نے یاماگ کا منہ کھول کر اندر دیکھا۔ اس کا بیٹا بھی ساتھ تھا۔ یاماگ کے منہ میں تالو کے ساتھ ایک چھوٹی سی تھیلی بنی تھی۔ بوڑھے سپیرے نے انگلی ڈال کر تھیلی کو کھولا تو اندر سے سانپ کا منکا نکل آیا۔ بوڑھا سپیرا تو خوشی سے جھوم اٹھا۔ جلدی سے منکے کو قمیض سے صاف کیا اور اپنے بیٹے سے کہنے لگا۔

"بیٹا! ہم دنیا کے بادشاہ بن گئے ہیں، اب یہ کوہ قاف کا سردار سانپ ہمارا مطیع ہے۔ ہمارا غلام ہے۔ ہمارے حکم پر یہ ہمیں زمین کے اوپر، زمین کے نیچے دفن سارے خزانوں کا راز بتا دے گا۔"

سپیرے کے بیٹے نے کہا۔

"مگر بابا یہ تو آدمی ہے۔ زمین کے خزانوں کا راز تو سانپ بتایا کرتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بوڑھا سپیرا بولا۔

"بیٹا یہ بھی اصل میں سانپ ہے۔ تم دیکھتے رہو یہ ابھی سانپ بن جائے گا۔ میرے باپ دادا نے بتایا تھا کہ یاماگ اگر انسان کے روپ میں ہو اور اس کا منکا منہ سے نکل جائے تو وہ سانپ کے روپ میں آجاتا ہے۔"

سپیرا اور اس کا بیٹا دونوں یاماگ کی طرف دیکھنے لگے۔ یاماگ ابھی تک بے ہوش تھا۔ اچانک اس کا چہرہ بدلنے لگا۔ پہلے چہرے کا رنگ سبز ہوا۔ پھر ماتھے پر جو نسواری دائرے کا نشان تھا وہ سرخ ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا جسم چھوٹا ہونے لگا اور دیکھتے دیکھتے یاماگ سانپ کی شکل اختیار کرگیا۔ اب وہاں یاماگ کی جگہ سبز رنگ کا ایک سانپ بے ہوش پڑا تھا جس کے ماتھے پر چھوٹا سا سرخ دائرہ چمک رہا تھا۔

بوڑھے سپیرے نے جلدی سے یاماگ سانپ کو پٹاری میں بند کردیا اور بیٹے سے کہا۔

"اسے کل ہوش آئے گا۔ تب میں اس سے خزانے کا راز پوچھوں گا۔ پھر ہم زمین کے اندر دفن کئے ہوئے سارے خزانے نکال کر دنیا کے امیر آدمی بن جائیں گے۔"

بوڑھے سپیرے نے یاماگ سانپ والی پٹاری کو اپنی جھگی کے کونے میں رکھ کر اوپر پتھر کی سل رکھ دی اور لڑکے کے ساتھ باہر آگیا۔ بوڑھے سپیرے نے ڈیرے میں کسی کو نہ بتایا کہ اس کی قسمت جاگ اٹھی ہے اور اس نے کوہ قاف کا سردار سانپ پکڑلیا ہے۔

○ ○ ○

عمران کی کوٹھی میں نسطور نے سب کے ساتھ مل کر باغیچے میں ناشتہ کیا۔ نسطور کہنے لگا۔

"بھائی صاحب! مجھے آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس لے چلیں۔ مجھے وہ لگوادیں جو آپ کہہ رہے تھے۔ کیا تھا وہ؟"

عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"عینک"

"ہاں عینک"

نسطور خوش ہوکر بولا۔

"مجھے عینک لگوادیں پھر میں سب کو دیکھ سکوں گا۔ میں آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

اتنے میں عمران کا ماموں کوٹھی میں داخل ہوا۔ اسے سب چارلی ماموں کہتے تھے۔ کیونکہ اس نے کالا سوٹ اور کالا ٹوپ سر پر رکھا ہوتا تھا۔ ایک ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی اور دوسرے ہاتھ میں کیلوں کا گچھا ہوتا تھا۔ چارلی ماموں کو کیلے کھانے کا بڑا شوق تھا۔ اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے تو کبھی وہ اپنی بڑی بہن یعنی عمران کی امی سے اور کبھی ملازم رحمو بابا سے پیسے لے کر کیلے خرید کر کھاتا رہتا تھا۔ ڈیڈی کو چارلی ماموں بالکل پسند نہیں تھا' کیونکہ وہ بیکار تھا اور بہن کے گھر بوجھ بن کر پڑا ہوا تھا۔ چارلی ماموں کوٹھی میں داخل ہوتے ہی ایک طرف کو لڑکھڑایا۔ چارلی ماموں چلتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چلتے لڑکھڑا جاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ گر بھی پڑتا تھا۔

اندر آتے ہی اس نے کہا۔

"ہم بھی ناشتہ کرے گا سسٹر۔"

عمران کے ڈیڈی نے تھوڑا ڈانٹ کر کہا۔

"آپ پہلے کیلے تو کھالیں۔"

امی جھٹ بولیں۔

"آپ کیوں میرے بھائی کو ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہیں۔"

پھر چارلی ماموں کو پیار سے بلایا۔

"آؤ میرے پیارے بھائی، جی بھر کر ناشتہ کرو۔ رحمو بھائی اس کے لئے مکھن بھی لے آؤ۔"

ڈیڈی نے منہ دوسری طرف کرلیا۔ معطر اور عمران چارلی ماموں کے ہاتھ سے کیلے جھپٹنے کی کوشش کرنے لگے۔ چارلی ماموں نے ہاتھ اوپر کرلیا اور بولا۔

"ارے کیوں ہم کو تنگ کرتا ہے۔ ہم تم کو کیلا نہیں دے گا۔"

چارلی ماموں نے نسطور جن کی طرف گھور کر دیکھا اور امی سے پوچھا۔

"سسٹر! یہ کون ہے؟"

امی نے کہا۔

"ان کا نام نسطور انکل ہے۔ یہ عمران کے دوست ہیں۔"

چارلی ماموں نے کیلا کھاتے ہوئے کہا۔

"اتنا اونچا لمبا دوست عمران کا کیسے آگیا۔"

ڈیڈی نے کہا۔

"یہ ہمارا مہمان ہے۔ تمہاری طرح ہر وقت کیلے نہیں کھاتا۔"

نسطور جن نے چارلی ماموں کو بھی سلام کیا۔ چارلی ماموں نے سلام کے جواب میں گڈ مارننگ کہا اور کرسی پر سے اٹھتے ہوئے بولا۔

"ہم اندر کچن میں جاکر ناشتہ کرے گا۔"

ڈیڈی بولے۔

"کچن میں جاکر کہیں سارا مکھن نہ کھاجانا۔"

امی نے عمران کے ڈیڈی کو ڈانٹ دیا۔

"میرے بھائی کو تنگ نہ کیا کریں۔ اس کا اپنا گھر ہے چاہے سارا مکھن کھاجائے۔"

معطر نے کہا۔

"چارلی ماموں ایک کیلا مجھے بھی دو۔"

چارلی ماموں نے جھڑک دیا۔

"نہیں، میں نہیں دوں گا کیلا۔ یہ سارے کیلے میرے ہیں۔ ہاں"

اور وہ کیلوں کا گچھا ہاتھ میں پکڑے کچن کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کیلوں کا گچھا اس کے ہاتھ سے غائب ہوگیا۔ چارلی ماموں ڈر کر پیچھے ہٹا۔ آنکھیں کھول کر اپنے خالی ہاتھ کو تکنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ارے۔ ہمارے کیلے کا گچھا کدھر چلا گیا۔"

نسطور جن عمران کے پاس کرسی پر بیٹھا دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ کیلوں کا گچھا اس نے غائب کیا تھا۔ ڈیڈی امی اور عمران بھی حیران ہوئے کہ کیلوں کا گچھا کہاں چلا گیا۔ انہوں نے خود گچھا چارلی ماموں کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ ڈیڈی نے کہا۔

"چارلی ماموں! تم کھا گئے ہو۔"

چارلی بولا۔

"نو برادر، ایک دم گیارہ کیلے ہم کیسے کھا سکتا ہے؟"

امی بھی بڑی حیران ہوئی۔

"تو پھر کہاں چلے گئے کیلے؟ ابھی میرے بھائی کے ہاتھ میں تھے۔"

چارلی ماموں بولا۔

"ٹھیک ہے ہم ابھی ناشتہ کرکے آتا اور اپنی سسٹر سے پیسے لے کر بازار سے نئے کیلے منگواتا۔"

ڈیڈی نے کہا۔

"بہن سے پیسے لینا خود نہ پیسے کمانا۔"

عمران کی امی نے غصے سے کہا۔

"خدا کے لئے آپ میرے بھائی کے پیچھے نہ پڑا کریں۔ میں دوں گی اپنے بھائی کو پیسے۔"

چارلی ماموں بڑا خوش ہوا اور سر کو ہلاتا ہوا کچن میں ناشتہ کرنے چلا

گیا۔ چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی جس کو وہ گھما رہا تھا۔ کچن میں داخل ہونے کے ایک سیکنڈ بعد وہ گھبرایا ہوا باہر نکلا اور نسطور جن، ڈیڈی اور امی کے پاس آکر بولا۔

"سسٹر! ہماری چھڑی بھی غائب ہوگئی ہے۔"

سب بڑے حیران ہوئے۔ عمران، رحمو اور امی ادھر ادھر چھڑی کو تلاش کرنے میں لگ گئے۔ نسطور جن دل میں مسکرا رہا تھا، کیونکہ یہ ساری کارستانی اسی کی تھی۔ اسی نے چارلی ماموں کے کیلے غائب کئے تھے اور پھر چھڑی بھی غائب کردی تھی۔ نسطور جن نے پیار سے معطر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"چلو معطر بیٹی ہم باغیچے کی سیر کرتے ہیں۔"

نسطور جن معطر کو لے کر کوٹھی کے پیچھے جو باغیچہ تھا وہاں آگیا۔ اس نے ایک جھاڑی کے پاس رک کر معطر سے کہا۔

"معطر بیٹی وہ دیکھو چارلی ماموں کی چھڑی اور کیلوں کا گچھا پڑا ہے۔"

معطر نے دیکھا کہ سچ مچ جھاڑیوں میں کیلوں کا گچھا اور چھڑی پڑی تھی۔ معطر نے جلدی جلدی ایک کیلا کھایا۔ دوسرا کیلا چھیلتے ہوئے چھڑی لے کر دوڑی اور ڈیڈی کے پاس آکر بولی۔

"ڈیڈی! چارلی ماموں کی چھڑی اور کیلے مل گئے۔"

سارے حیران پریشان ہوکر رہ گئے کہ یہ چھڑی اور کیلوں کا گچھا کوٹھی کی دوسری طرف کیسے پہنچ گیا۔ چارلی ماموں نے جلدی سے چھڑی اور کیلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معطر کے ہاتھ سے چھین لئے۔

"دیکھا سسٹر یہ ساری شرارت معطر کی تھی۔ اب ہم کیلئے اپنی جیب میں چھپا کر رکھا کرے گا۔"

چارلی ماموں کچن میں ناشتہ کرنے چلا گیا۔ ڈیڈی بڑے حیران تھے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟ اس نے نسطور کی طرف غور سے دیکھا۔ اسے نسطور پر کچھ کچھ شک ہونے لگا کہ ضرور اس نوجوان کے پاس کوئی جادو طلسم ہے' کیونکہ پہلے اس نے گاڑی میں ایک دم سے نیا نٹ بولٹ لگادیا۔ پھر سڑک پر ٹرک غائب ہوگیا۔ اب چارلی ماموں کے کیلے اور چھڑی غائب ہوگئی' مگر ڈیڈی نے اس شک شبہے کو اپنے دل میں ہی رکھا۔ اس نے نسطور سے بھی کچھ نہ پوچھا۔ بلکہ کہا۔

"نسطور بھائی! چلو میں تمہیں آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس لئے چلتا ہوں۔ وہاں تمہاری آنکھیں ٹیسٹ کرکے ڈاکٹر عینک لگادے گا۔ پھر تم سب کچھ دیکھ سکو گے۔"

نسطور جن نے خوش ہوکر کہا۔

"شکریہ بھائی صاحب۔ مجھے عینک لگوادیں' آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔"

عمران بولا۔

"میں بھی ساتھ چلوں گا۔"

ڈیڈی نے اسی وقت گاڑی نکالی۔ عمران اور نسطور جن کو ساتھ بٹھایا اور مال روڈ پر آنکھوں کے ڈاکٹر کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوگئے۔ آنکھوں

کا ڈاکٹر ڈیڈی کا واقف تھا۔ اس نے فوراً نسطور کو کرسی پر بٹھایا اور آنکھیں ٹیسٹ کرنے لگا۔ ڈاکٹر نے نسطور جن کی آنکھوں کو ایک خاص آلے سے دیکھا تو ایک دم پیچھے ہوگیا۔ کہنے لگا۔

"میں نے آج تک کسی انسان کی ایسی آنکھیں نہیں دیکھیں۔"

"کیوں ڈاکٹر کیا خاص بات ہے نسطور بھائی کی آنکھوں میں۔"

ڈیڈی نے پوچھا۔

ڈاکٹر نے کہا۔

"یہ بات میں کسی ڈاکٹر کو ہی بتا سکتا ہوں' مگر تمہیں صرف اتنا کہوں گا کہ نسطور بھائی کی آنکھوں کے اندر مجھے سمندر اور پہاڑ نظر آرہے ہیں۔"

عمران اور ڈیڈی ہنس پڑے۔ عمران بولا۔

"ڈاکٹر صاحب میں بھی دیکھوں گا سمندر اور پہاڑ۔"

ڈاکٹر نے باری باری عمران اور ڈیڈی کو بھی نسطور کی آنکھیں ایک خاص آلہ لگاکر دکھائیں۔ عمران اور ڈیڈی کو بھی سمندر اور پہاڑ نظر آئے تو وہ بڑے حیران ہوئے۔ عمران تو ہنسنے لگا۔ مگر ڈیڈی کا شک پکا ہوگیا کہ یہ نوجوان نسطور کوئی پراسرار لڑکا ہے۔

عمران کے ڈیڈی' اس بات سے بھی بڑے متاثر تھے کہ نسطور کی وجہ سے دونوں باپ بیٹوں کی جان بچ گئی تھی اور ایک خوفناک حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔ ڈیڈی نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ جب تک اسے یہ معلوم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہو جاتا کہ اصل میں نسطور کیا چیز ہے وہ اسے اپنے گھر میں ہی رکھے گا۔

ڈاکٹر نے نسطور سے پوچھا۔

"بھائی تمہاری آنکھوں میں سمندر اور پہاڑ کہاں سے آ گئے ہیں؟"

نسطور تو جانتا تھا کہ چونکہ وہ کوہ قاف کا جن ہے اس لئے اس کی آنکھوں میں سمندر اور پہاڑ نظر آتے ہیں۔ یہ منظر بدلتے رہتے تھے۔ کبھی اس کی آنکھوں میں پرانے قبرستان نظر آنے لگتے تھے۔ کبھی صحرا نظر آنے لگتے تھے، کبھی پرانے زمانے کے جادوگروں اور بادشاہوں کی شکلیں آجاتی ہیں، مگر وہ انہیں اپنے جن ہونے کا راز نہیں بتانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب! مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میری آنکھوں میں سمندر اور پہاڑ کیسے آ گئے ہیں۔ کہاں سے آ گئے ہیں، بس آپ مجھے عینک لگا دیں تاکہ میں ہر شے صاف صاف دیکھ سکوں۔"

ڈاکٹر نے مختلف شیشے لگائے۔ آخر ایک شیشہ نسطور جن کی نظر پر بالکل فٹ بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر نے اس لینز کی عینک تیار کر کے نسطور جن کی آنکھوں پر چڑھائی تو نسطور جن بے اختیار پکار اٹھا۔

"سبحان اللہ! مجھے سب کچھ صاف صاف نظر آ رہا ہے۔ عمران میں تمہیں بھی بالکل صاف دیکھ رہا ہوں۔ ڈیڈی! آپ بھی مجھے صاف نظر آ رہے ہیں۔"

نسطور نے سامنے دیوار کی طرف دیکھا اور ڈاکٹر سے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب! اس دیوار کے پیچھے آپ کا بیڈ روم ہے نا؟"

ڈاکٹر نے تعجب سے کہا۔

"ہاں تمہیں کیسے پتہ چلا؟"

نسطور بولا۔

"بیڈ روم میں پلنگ کے پاس آپ کی تجوری بھی ہے نا؟"

"ہاں ہاں" ڈاکٹر اور زیادہ حیران ہوا۔

نسطور نے کہا۔

"تو پھر اپنے بیڈ روم میں فوراً جائیں۔ دو چور آپ کی تجوری میں سے سو سو کے نوٹوں کی گڈیاں نکال رہے ہیں۔"

ڈاکٹر تو گھبرا گیا۔ فوراً اپنے کمپوڈر کو لے کر دوسری طرف سے بیڈ روم کی طرف بھاگا۔ عمران اور ڈیڈی بھی اس کے ساتھ ہی دوڑے۔ انہوں نے بیڈ روم میں جا کر دیکھا کہ سچ مچ دو ڈاکو تجوری کھول کر اندر سے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر تھیلے میں ڈال رہے تھے۔ اسی وقت دونوں ڈاکوؤں کو دبوچ لیا گیا۔ ڈاکٹر سخت حیران ہوا کہ نسطور کو کرسی پر بیٹھے بیٹھے کیسے پتہ چل گیا کہ دیوار کے پیچھے بیڈ روم میں دو ڈاکو ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ نسطور جن بولا۔

"ڈاکٹر صاحب! آپ نے مجھے جو عینک لگائی ہے اس نے میری نظر بڑی تیز کر دی ہے۔ اب تو میں دیوار کے آر پار دیکھ لیتا ہوں۔"

عمران نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"انکل نسطور کو سب پتہ چل جاتا ہے۔"

ڈاکٹر نے نسطور کا شکریہ ادا کیا کہ اس کے عین وقت پر اطلاع دینے سے اس کا گھر لٹنے سے بچ گیا۔ اب تو عمران کے ڈیڈی کو پکا یقین ہو گیا کہ نسطور کے پاس ضرور کوئی جادو طلسم ہے۔ یہ بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ نسطور کوہ قاف کا زبردست طاقت رکھنے والا جن ہے اور اب عینک لگا کر وہ "عینک والا جن" بن گیا ہے۔ عینک لگ جانے سے نسطور کو دور کی، نزدیک کی سب چیزیں نظر آنے لگی تھیں۔ وہ عمران اور ڈیڈی کے ساتھ گھر آگیا۔ عمران کی امی نے نسطور کو عینک لگائے دیکھا تو کہا۔

"نسطور بھائی اب تو تمہیں میری شکل صاف دکھائی دیتی ہو گی۔"

نسطور نے ہنس کر کہا۔

"بھابی جان اب تو میں آپ کی شکل بھی صاف صاف دیکھ رہا ہوں اور یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ دوسرے کمرے میں چارلی ماموں چھپ چھپ کر دودھ پر سے ملائی اتار کر کھا رہے ہیں۔"

اس نے ناراض ہو کر کہا۔

"عینک لگا کر تم بھی میرے بھائی کے خلاف ہو گئے ہو۔"

نسطور نے فوراً کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے بھابی۔ میں تو آپ کو صرف یہ بتا رہا تھا کہ میری نظر عینک لگانے سے بہت زیادہ تیز ہو گئی ہے۔"

دوسرے کمرے سے چارلی ماموں چھڑی گھماتا آیا اور بولا۔

"ہم اگر گلا صاف کرنے کے لئے تھوڑی سی ملائی کھا رہا تھا تو کیا ہو گیا۔"

ڈیڈی نے کہا۔

"جی ہاں، آپ نے سٹیج پر گانا گانا تھا اس لئے گلا صاف کرنا ضروری تھا۔"

چارلی ماموں نے اپنی بہن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دیکھو سسٹر عمران کے ڈیڈی ہم پر الزام لگا رہے ہیں۔"

امی نے ڈیڈی کو جھڑک دیا۔

"میرے بھائی کو کسی وقت تو معاف کر دیا کریں۔"

سب دوسری طرف منہ کر کے ہنسنے لگے۔ معطر نے نسطور جن کی عینک اتار لی اور اپنی آنکھوں پر لگا کر جلدی سے اتار دی اور کہا۔

"نسطور انکل مجھے تو عینک میں سے کچھ دکھائی نہیں دیا۔"

ڈیڈی بولا۔

"معطر بیٹی یہ نسطور انکل کی عینک ہمیں لگا دی گئی تو نظر خراب ہو جائے گی۔"

چارلی ماموں نے بھی نسطور کو عینک کی مبارک باد دی اور کہا۔

"نسطور بھائی! اب تو آپ کو میری شکل بھی صاف نظر آتی ہو گی۔"

ڈیڈی نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تمہاری شکل دیکھ کر اسے کیا کرنا ہے۔"

امی نے گھور کر ڈیڈی کی طرف دیکھا۔ ڈیڈی دوسری طرف منہ کر کے ہنسنے لگے۔ عمران نے ڈاکٹر کے گھر ڈاکوؤں کو پکڑوانے کا قصہ سنا کر کہا۔

"اب تو نسطور انکل کو دیوار کی دوسری طرف والی چیزیں بھی نظر آجاتی ہیں۔"

"ونڈر فل!"۔ چارلی ماموں نے کیلا کھاتے ہوئے کہا۔

امی حیران ہو کر بولیں۔

"نسطور بھائی اگر ایسی بات ہے تو پلیز میری کل سے انگوٹھی غائب ہے، پتہ نہیں کہاں رکھ دی ہے۔ اسے ڈھونڈ دیں۔"

نسطور جن نے ذرا توجہ کی تو اسے انگوٹھی بیڈ روم میں پلنگ کے نیچے پڑی ہوئی صاف نظر آگئی۔ اس نے فوراً کہا۔

"یہ کونسی مشکل بات ہے بھابی۔ آپ کی انگوٹھی بیڈ روم میں پلنگ کے نیچے پائنتی کی طرف پڑی ہوئی ہے۔"

رحمو بابا دوڑ کر بیڈ روم میں گیا اور انگوٹھی لے کر آگیا۔ عمران کی امی بھی اب نسطور کی گرویدہ ہوگئی۔ شام کی چائے پیتے ہوئے جب نسطور نے کہا کہ وہ اب عمران کے گھر سے چلا جائے گا اور اپنے دوست یاماگ کی تلاش کرے گا تو امی نے کہا۔

"نہیں نسطور بھائی اب تم اس وقت تک ہمارے گھر میں ہی رہو گے جب تک کہ تمہارا دوست تمہیں نہیں مل جاتا۔"

ڈیڈی اور چارلی ماموں نے بھی نسطور کو اسی گھر میں رہنے کی دعوت دی۔ معطر بولی۔

"انکل نسطور آپ ہمارے پاس ہی رہیں نا۔"

نسطور نے معطر کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"اچھا بیٹی جب تک مجھے میرا دوست یاماگ نہیں مل جاتا میں تمہارے پاس ہی رہوں گا۔"

سب نے تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کیا۔

○☆○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بل بتوڑی اور حامون جادوگر

جب شام ہو گئی تو نسطور جن نے سوچا کہ پارک میں دریا کے پل کے پاس جا کر اپنے دوست سانپ جن یا ماگ کو تلاش کیا جائے۔ شاید وہ واپس آ کر وہیں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا ہو۔ اس نے ڈیڈی اور عمران سے کہا۔

"میں بازار کا ایک چکر لگا کر آتا ہوں۔ شاید مجھے میرا دوست کہیں مل جائے۔"

وہ عمران کی کوٹھی سے نکلا۔ نسطور جن کے پاس یہ طاقت بھی تھی کہ وہ جہاں چاہے غائب ہو سکتا تھا۔ کوٹھی سے تھوڑی دور جا کر نسطور جن نے چٹکی بجائی اور غائب ہونے کے بعد وہ زمین سے تھوڑا سا اچھلا اور درختوں کے اوپر آ کر ہوا میں اڑنے لگا۔ اس کا رخ دریا کے پل کی طرف تھا۔ وہ شہر کی سڑکوں اور مکانوں اور بلڈنگوں کے اوپر اڑتا ہوا دریا کے پل پر آ گیا۔ یہاں سے وہ نیچے اتر آیا۔ چونکہ اس نے نظر کی عینک لگا رکھی تھی اس لئے اسے ہر شے پہلے سے زیادہ صاف اور روشن دکھائی دے رہی

تھی۔ نیچے آ کر وہ غیبی حالت میں ہی پل کے پاس چل پھر کر اپنے دوست یاماگ کو تلاش کرنے لگا۔ مگر اسے یاماگ کہیں نظر نہ آیا۔ نسطور دل میں بڑا حیران ہو رہا تھا کہ آخر یاماگ کہاں گم ہو گیا۔ اس کو ایک ہی ڈر تھا کہ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گیا ہو۔ کافی دیر تک پارک اور باغ میں یاماگ کو تلاش کرنے کے بعد نسطور جن مایوس ہو کر عمران کی کوٹھی میں واپس آ گیا۔ وہاں اسے کوٹھی کے کونے میں ایک چھوٹا سا کمرہ مل گیا تھا۔ وہاں پلنگ پر بستر لگا تھا۔ اگرچہ نسطور جن کو نہ نیند آتی تھی نہ بھوک پیاس لگتی تھی مگر چونکہ ابھی اس نے کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ جن ہے اس لئے مجبوراً اسے سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا پڑتا تھا۔ سلیمانی لاکٹ نسطور جن نے قمیض کے نیچے اپنے بازو کے ساتھ تعویذ کی طرح باندھ رکھا تھا۔ سلیمانی لاکٹ کے بارے میں نسطور نے کسی کو نہیں بتایا تھا۔ وہ کسی کو بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسی لاکٹ میں نسطور جن کی طاقت کا راز تھا۔ نسطور جن کو بھی عمران کے گھر کے لوگ بڑے پسند آ گئے تھے اور وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ جب تک اسے اس کا دوست سانپ جن یاماگ نہیں مل جاتا وہ اسی گھر میں رہے۔ خاص طور پر نسطور کو عمران اور معصوم شکل والی بھولی بھالی معطر بیٹی سے بڑا پیار ہو گیا تھا۔ رات کا کھانا نسطور جن نے سب کے ساتھ بیٹھ کر کھایا۔ اور پھر یہ کہہ کر اپنے کمرے میں آ گیا کہ مجھے نیند آ رہی ہے میں سونے جا رہا ہوں۔ حالانکہ اسے بالکل نیند نہیں آ رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمرے میں آ کر وہ پلنگ پر بیٹھ گیا۔ بتی بجھا دی اور کھڑکی کھول کر آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھنے لگا۔ نسطور جن کو سردی گرمی بھی نہیں لگتی تھی۔ کھڑکی سے بڑی ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی مگر نسطور کو ذرا ٹھنڈ محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ دل میں سانپ جن یاماگ کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔

اب ہم سانپ جن یاماگ کی طرف چلتے ہیں۔

بوڑھے سپیرے نے یاماگ جن کے منہ سے بے ہوشی کی حالت میں سانپ کا منکا نکال لیا تھا۔ یاماگ جن اپنے آپ سانپ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ بوڑھے سپیرے نے یاماگ سانپ کو پٹاری میں بند کر کے اوپر پتھر کی سل رکھ دی تھی تاکہ یہ پٹاری سے باہر نکل کر بھاگ نہ جائے۔ کیونکہ یاماگ سانپ سے بوڑھے سپیرے نے زمین کے اوپر موجود اور زمین کے نیچے دفن خزانوں کا پتہ پوچھنا تھا۔ زمین کے اندر ہزاروں سال سے نہ جانے کتنے خزانے دفن چلے آ رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خزانے بڑی بڑی دیگوں میں بند ہیں اور زمین کے نیچے جگہ جگہ دفن ہیں جن کا کسی کو علم نہیں صرف کوہ قاف کا سردار سانپ یاماگ ہی ان خزانوں کا سراغ بتا سکتا تھا اور اب یاماگ سانپ بوڑھے سپیرے کے قبضے میں تھا۔ ابھی یاماگ سانپ پٹاری میں بے ہوش تھا۔ بوڑھے سپیرے کے حساب کے مطابق یاماگ سانپ کو دوسرے دن ہوش میں آنا تھا۔ وہ دوسرے روز یاماگ سانپ کو پٹاری سے نکال کر اس سے خزانوں کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔

جب رات آدھی گزر گئی تو سپیرے کی جھگی میں پٹاری میں بند یاماگ سانپ کو ذرا ذرا ہوش آنے لگا۔ آنکھیں تو سانپ کی ہمیشہ کھلی ہوئی ہوتی ہیں۔ کیونکہ سانپ کی پلکیں نہیں ہوتیں۔ سانپ جن یاماگ کی آنکھیں بھی کھلی تھیں۔ مگر بے ہوشی کی حالت میں اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہوش میں آتے ہی یاماگ نے دیکھا کہ چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ بہت جلد اسے پتہ چل گیا کہ کسی نے اسے پٹاری میں بند کر دیا ہوا ہے۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ جب وہ سانپوں کا تماشہ دیکھ رہا تھا تو وہ انسان کی شکل میں تھا۔ پھر سانپ کے روپ میں کیسے آ گیا۔ اچانک اس کا دل دھڑکا۔ اس نے اپنی زبان تالو کے ساتھ لگائی تو تھیلی خالی تھی اور اس کا منکا جس میں اس کی طاقت تھی غائب تھا۔ یاماگ سانپ فوراً سمجھ گیا کہ یہ ساری کارستانی اسی بوڑھے سپیرے کی ہے جو بانسری بجاتا اس کے قریب آیا تھا اور کوئی منتر پڑھ کر اس کے ماتھے پر پھونک ماری تھی۔

یاماگ کو سپیرے پر سخت غصہ آیا۔ اس نے سوچا کہ پہلے پٹاری سے باہر نکلنا چاہیے پھر اپنے منکے کو تلاش کروں گا۔ اگر یاماگ کے پاس اس کی طاقت ہوتی تو وہ پٹاری کے ٹکڑے اڑا کر آزاد ہو جاتا۔ مگر منکا نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اب اس کے پاس سانپ کا زہر تو تھا مگر طاقت نہیں تھی۔ یاماگ نے سر کو پٹاری کے اوپر لگا کر ذرا زور لگایا۔ اسے محسوس ہو گیا کہ پٹاری کے اوپر پتھر رکھا ہوا ہے۔ پٹاری بانس کی بنی ہوئی تھی۔ یاماگ نے ایک جگہ منہ لگا کر پھنکار ماری۔ اس کی پھنکار میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسقدر تپش تھی کہ بانس کی پٹاری میں سوراخ ہو گیا۔ یاماگ سانپ جلدی سے رینگتا ہوا پٹاری سے باہر آ گیا۔

وہ اب سپیرے سے اپنا منکا واپس حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اندھیرے میں اسے سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سامنے درختوں کی قطار کے نیچے ایک چھوٹی سی کچی سڑک بنی ہوئی ہے۔ قریب ہی ایک دوسری جھگی تھی۔ وہ رینگتا ہوا جھگی میں داخل ہو گیا۔ جھگی کے اندر کوئی نہیں تھا۔ بوڑھا سپیرا بڑا چالاک تھا۔ اس خیال سے کہ رات کو اگر کسی وجہ سے یاماگ سانپ کو ہوش آ گیا تو وہ پٹاری سے نکل کر منکا ڈھونڈنے اس کی جھگی میں آ سکتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ کوہ قاف کے سردار سانپ یاماگ کی طاقت اگر ختم بھی ہو جائے تو بھی اس میں اتنی طاقت باقی رہتی ہے کہ وہ اپنی پھنکار کی گرمی سے پٹاری کو جلا دے۔ چنانچہ وہ منکا لے کر اپنی جھگی سے نکل چکا تھا تاکہ رات کسی دوسری جگہ گذارے اور صبح جھگی میں واپس آئے۔

یاماگ سانپ نے جھگی میں سارا تلاش کیا مگر نہ تو اسے بوڑھا سپیرا ہی ملا اور نہ اسے اپنا منکا ہی کہیں مل سکا۔ یاماگ کو اپنے جگری دوست نسطور جن کا خیال آ گیا۔ اس نے سوچا کہ سانپ کی شکل میں ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے بہتر ہے کہ وہ اپنے دوست نسطور کو تلاش کرے اور اس کے پاس چلا جائے۔ وہ زمین پر رینگتا کچی سڑک پر آ گیا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ دریا کا پل کس طرف ہے۔ اس نے نسطور کو دریا کے پاس

کے پارک میں چھوڑا تھا۔ یاماگ اگر انسانوں کی دنیا کا سانپ ہوتا تو وہ زمین کی چیزوں اور یہاں کے رہنے والوں کی خوشبوؤں سے واقف ہوتا۔ وہ کوہ قاف کا سردار سانپ تھا۔ اسے دریا پہاڑ شہر مکان گلیاں اور انسانوں کے جسم کی خوشبوؤں کا بالکل احساس نہیں تھا۔ چونکہ نسطور بھی انسان کی شکل اختیار کر چکا تھا اس لئے اسے نسطور کی خوشبو بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ ورنہ زمین کے سانپ دور سے انسان کی خوشبو محسوس کر لیتے ہیں۔

یاماگ نے اللہ کا نام لیا اور اندازے سے ایک طرف رینگتا ہوا چل پڑا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ دریا کے پل پر ضرور پہنچ جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کا دوست نسطور جن وہاں اسے مل جائے۔ وہ کچی سڑک سے ہٹ کر چل رہا تھا۔ آگے کھیت آ گئے۔ وہ کھیتوں میں داخل ہو گیا۔ یہاں دو آدمی کھیت میں پانی لگا رہے تھے۔ ان کے پاس روشنی والا گیس تھا۔ گیس کی روشنی میں ایک کسان نے سانپ کو دیکھا تو شور مچا دیا۔ سانپ سانپ۔ دوسرے کسان کے پاس بیلچہ تھا۔ اس نے سانپ کو دیکھ لیا تھا۔ زور سے بیلچہ یاماگ سانپ پر مارا۔ یاماگ جلدی سے دوسری طرف بھاگ گیا۔ اگر یاماگ چاہتا تو ان دونوں کسانوں کو ہلاک کر سکتا تھا۔ اس کے زہر میں اسقدر گرمی تھی کہ اگر وہ ان دونوں کسانوں کو ڈستا تو دونوں کے جسموں میں آگ لگ جاتی۔ مگر یاماگ کوہ قاف کا سانپ تھا وہ انسانوں کا دشمن نہیں تھا۔ اسے انسانوں سے ہمدردی تھی۔ وہ یونہی کسی انسان کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈس کر ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ہاں اگر چاروں طرف سے کہیں پھنس جائے تو اپنی جان بچانے کے لئے وہ انسان کو ڈس کر صرف اتنا زہر اس کے جسم میں داخل کرتا کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ ان دونوں کسانوں کو وہ بے ہوش بھی نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ محنت کر رہے تھے۔

یاماگ بھاگ کر ایک کھیت میں داخل ہو گیا اور جتنی تیزی سے بھاگ سکتا تھا بھاگتا چلا گیا۔ جب وہ کھیتوں سے باہر دوسری طرف نکلا تو سامنے اسے ایک بہت بڑا درخت نظر آیا' جس کے نیچے ایک ٹوٹا پھوٹا مندر تھا۔ مندر کی کھڑکی کا دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس وقت آسمان پر بادل چھا گئے۔ بجلی چمکی۔ بادل گرجے اور بارش شروع ہو گئی۔ یاماگ سانپ نے سوچا کہ اس ٹوٹے پھوٹے مندر میں رات بسر کر لینی چاہیے۔ دن نکلے گا تو وہ اپنے دوست نسطور کو تلاش کرے گا۔ یاماگ سانپ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ درخت آسیبی درخت ہے اور اس کے نیچے جو ٹوٹا پھوٹا مندر ہے اس میں ایک بڑی خطرناک چڑیل بل بتوڑی رہتی ہے۔ بل بتوڑی انسانوں کی دشمن تھی۔ دن کے وقت بل بتوڑی چڑیل مندر کے تہہ خانے میں چھپی رہتی تھی۔ جب رات کا اندھیرا چھا جاتا تو وہ زمین کے اندر سے نکل کر مندر کی کوٹھڑی میں آ جاتی جو کوئی جانور یا آدمی ادھر سے گذرتا اس کو کھا جاتی۔ چونکہ لوگوں کو پتہ تھا کہ اس پرانے مندر کے کھنڈر میں چڑیل رہتی ہے اس لئے دن کے وقت بھی ادھر کوئی نہیں آتا تھا۔ پہلے پہل رات کو کتے

مندر کی طرف آ جاتے تھے۔ جونہی کتے بھونکتے ہوئے مندر کے پاس پہنچتے بل بتوڑی چڑیل چیخ مار کر مندر کی اندھیری کوٹھڑی سے نکلتی اور جھپٹ کر کتے کو ہڑپ کر جاتی۔ اس کے بعد ڈر کے مارے رات کو کوئی کتا بھی ادھر نہیں آتا تھا۔

یاماگ سانپ تو شہر میں' بلکہ انسانوں کی دنیا میں ہی اجنبی تھا۔ اسے کیا پتہ تھا کہ جس مندر میں وہ رات گذارنے جا رہا ہے وہاں بڑی خوفناک خونی چڑیل بل بتوڑی رہتی ہے۔ بارش تیز ہو رہی تھی۔ یاماگ گیلی زمین پر تیزی سے رینگتا ہوا درخت کے نیچے پرانے مندر کے کھنڈر میں آ گیا۔ اس نے چبوترے کی اکھڑی ہوئی اینٹوں پر چڑھ کر گردن اٹھا کر مندر کی ویران اندھیری کوٹھڑی میں دیکھا۔ اسے وہاں کچھ بھی نظر نہ آیا۔ وہ بارش میں بھیگ رہا تھا جلدی سے مندر کی کوٹھڑی میں گھس گیا اور ایک طرف دیوار کے ساتھ کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اچانک اسے ایسا لگا کہ اندھیرے میں دو لال سرخ آنکھیں اسے گھور کر دیکھ رہی ہیں۔ یاماگ سانپ نے پہلے تو اسے اپنا وہم سمجھا۔ مگر جب اسے کسی کے لمبے لمبے سانس لینے کی آواز آئی تو وہ گردن اٹھا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اندھیرے میں دو لال خوفناک آنکھیں کبھی آگے آ جاتیں اور کبھی اچانک دور چلی جاتیں۔ پھر فضا میں کسی عورت کی دہشتناک چیخ کی آواز گونجی اور بل بتوڑی چڑیل یاماگ سانپ کے سامنے آ گئی۔ اس کا چہرہ نیلا تھا۔ ناک اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ بال کسی جنگلی جانور کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ ہاتھوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ناخن لمبے لمبے تھے۔ اس کے دونوں پاؤں الٹے تھے۔ یہ چڑیل کی سب سے بڑی نشانی ہوتی ہے کہ اس کے پاؤں الٹے ہوتے ہیں۔ یعنی پاؤں کی ایڑی آگے کو اور پنجہ پیچھے کو ہوتا ہے۔ یاماگ سانپ کے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ چڑیل کو ہلاک کر سکتا۔ پھر بھی چڑیل کی طرف منہ کر کے اس نے زور سے پھنکار ماری۔ گرم پھنکار چڑیل بل بتوڑی کے منہ پر پڑی تو اس نے غصے میں آ کر اتنی زور سے چیخ ماری کہ مندر کی دیواریں ہل گئیں۔ بل بتوڑی کے نوکیلے لال لال دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ بل بتوڑی چڑیل نے یاماگ سانپ کی طرف سرخ آنکھوں سے گھور کر دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ اس نے ایک چیخ مار کر کہا۔

"تو یاماگ سانپ ہے۔ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تو کوہ قاف کا سردار سانپ ہے اگر تو یاماگ نہ ہوتا تو میں ابھی تجھے کچا چبا کر کھا جاتی۔ اب میں تمہیں قید کر کے اپنے پاس رکھوں گی۔"

چڑیل بل بتوڑی نے ایک اور چیخ ماری۔ مندر کی دیواریں ایک بار پھر ہل گئیں۔ بل بتوڑی چڑیل نے جھپٹا مار کر یاماگ سانپ کو اپنے لمبے لمبے ناخنوں والے پنجے میں پکڑ کر اٹھایا۔ اسے آنکھوں کے پاس لا کر ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا۔

"اب تو میرا قیدی بن کر رہے گا۔ میں تجھ سے دنیا کے انسانوں کو ہلاک کرنے کا کام لوں گی۔ میں بل بتوڑی چڑیل ہوں۔ میں انسانوں کی

دشمن ہوں۔"

بل بتوڑی کا مکروہ قہقہہ دوبارہ گونجا اور وہ یاماگ سانپ کو اپنی گردن کے گرد لپیٹے مندر سے باہر بارش میں نکل آئی۔ رات اندھیری تھی۔ بڑے زور کی بارش ہو رہی تھی۔ بل بتوڑی چڑیل نے آسمان کی طرف دیکھا۔ ایک ہیبت ناک چیخ ماری اور اچھل کر فضاء میں بلند ہونے لگی۔ جب وہ بلند ہوتے ہوتے بادلوں کے پاس پہنچ گئی تو اس نے ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔

رات کے خوفناک اندھیرے اور بارش میں بل بتوڑی چڑیل اڑتے اڑتے شہر سے دور ایک ویران علاقے میں پہنچ گئی۔ یہاں ایک بنجر تھا۔ اس ٹیلے میں ایک خفیہ غار تھا۔ چڑیل غوطہ لگا کر فضا میں تیرتی ہوئی نیچے اتر آئی۔ ٹیلے میں ایک جگہ غار کا منہ بنا ہوا تھا جو جنگلی کانٹے دار جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ چڑیل بل بتوڑی جنگلی کانٹے دار جھاڑیوں کو ہٹائے بغیر اس کے اندر سے گزر گئی آگے اندھیرا غار تھا۔ چڑیل بل بتوڑی کو اندھیرے میں سب کچھ نظر آ رہا تھا۔ غار زمین کے اندر نیچے ہی نیچے چلا گیا تھا۔ ایک دروازہ آ گیا جس کے باہر کالے رنگ کا ایک بہت بڑا اژدہا کنڈلی مارے بیٹھا پہرہ دے رہا تھا۔ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

بل بتوڑی نے چیخ مار کر کہا۔

"میں بل بتوڑی چڑیل ہوں۔ میں تجھے کھا جاؤں گی آگے سے ہٹ جا۔ مجھے جامون جادوگر کے پاس جانا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اژدہا چڑیل کو جانتا تھا۔ وہ اس سے ڈرتا بھی تھا۔ وہ جلدی سے پرے ہٹ گیا۔ چڑیل بل بتوڑی چیخ مار کر بند دروازے میں سے گذر گئی۔ اب سامنے حامون جادوگر کا غار تھا۔ دیواروں پر انسانوں اور جانوروں کی کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ حامون جادوگر کالے کپڑے پہنے' گلے میں رنگ برنگے منکوں کی مالائیں ڈالے ہاتھ میں کالا ڈنڈا پکڑے ایک انسانی کھوپڑی پر منتر پڑھ کر پھونک رہا تھا۔ اس کے سر کے بال نوکیلے کانٹوں کی طرح تھے۔ منہ کے آگے ناپاک تیل کا ماؤتھ پیس لٹکا ہوا تھا۔ اس ناپاک تیل سے وہ اوپر سامری کی جادونگری میں ناپاک جن بھوتوں کے سردار سامری جادوگر اور بدروحوں سے بات چیت کرتا تھا۔

چڑیل بل بتوڑی کو دیکھتے ہی حامون جادوگر نے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔

"آ گئی میری بل بتوڑی ناساں چوڑی! او چڑیل بل بتوڑی تو چڑیل نہیں ڈائن ہے۔ میری پیاری بہن ہے۔"

پھر ڈنڈے والا ہاتھ ہوا میں لہرا لہرا کر ڈانس کر کے گانے لگا۔

"بل بتوڑی ناساں چوڑی۔ بل بتوڑی ناساں چوڑی! ادھی مٹھی ادھی کوڑی۔ آئی ایم سوری! آئی ایم سوری!"

بل بتوڑی چڑیل نے چیخ ماری اور حامون جادوگر کو ڈانٹ کر کہا۔

"حامون! چپ ہو جا۔ دیکھ میں کیا پکڑ کر لائی ہوں۔ یہ دیکھ۔"

بل بتوڑی چڑیل نے گردن میں سے یاماگ سانپ کو اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور اسے لہراتے ہوئے بولی۔

"حامون کے بچے! کمینے جادوگر! غور سے دیکھ یہ کوہ قاف کے سانپوں کا سردار یاماگ سانپ ہے۔"

جادوگر حامون نے جھک کر سانپ کو دیکھا۔ خوش ہو کر بولا۔

"انتر منتر تلی تلنتر۔ بن جا مرا لال مچھندر اری بل بتوڑی یہ تو بڑا زبردست سانپ ہے اسے تو نے کہاں سے پکڑ لیا۔"

بل بتوڑی چڑیل نے مکروہ قہقہہ لگا کر کہا۔

"گنجی کھوپڑی والے حامون! یہ سانپ میری کوٹھڑی میں چھپا ہوا تھا۔ میں نے اسی وقت اسے اپنے قابو میں کر لیا۔ اب ہماری طاقت بڑھ جائے گی۔ ہم اس سے انسانوں کو مارنے کا کام لیں گے۔"

حامون جادوگر کہنے لگا۔

"اری بل بتوڑی ناساں چوڑی! یاماگ سانپ کا ایک منکا بھی ہوتا ہے جس میں اس کی طاقت کا راز چھپا ہوتا ہے۔ اس کا منکا کہاں ہے؟"

بل بتوڑی نے یاماگ سانپ کا منہ کھول کر اندر انگلی ڈال کر تالو پر پھیری اور غصے میں بولی۔

"گنجی کھوپڑی والے حامون! اس کا منکا کسی نے نکال لیا ہے۔"

حامون جادوگر کہنے لگا۔

"اسی وجہ سے تو یاماگ سانپ میں طاقت نہیں رہی اور تمہارے قبضے میں آ گیا اگر اس کا منکا اس کے پاس ہوتا تو یہ تجھے کھا جاتا۔"

بل بتوڑی چڑیل نے ڈراؤنا قہقہہ لگا کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب میں اس کو کھا جاؤں گی۔ کچا چبا جاؤں گی۔"

اور بل بتوڑی چڑیل نے یاماگ سانپ کو پورے کا پورا اپنے منہ میں ڈال لیا۔ حامون جادوگر نے چلا کر کہا۔

"اری ناساں چوڑی اس کو نہ کھانا۔ اس سے ہم بڑا کام لے سکتے ہیں۔ منہ سے باہر نکال بل بتوڑی کی بچی!"

"اچھا گنجی کھوپڑی والے حامون! تو کہتا ہے تو میں اس کو نہیں کھاتی۔"

اور چڑیل بل بتوڑی نے یاماگ سانپ کو منہ سے نکال کر دوبارہ اپنے لمبے لمبے ناخنوں والے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ بے چارے یاماگ سانپ کا برا حال ہو گیا تھا۔ ایک تو اس کی طاقت اس کے پاس نہیں تھی۔ دوسرے چڑیل کے قبضے میں آتے ہی اس کا سارا جسم ٹھنڈا ہو گیا تھا اور وہ زیادہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

حامون جادوگر نے کہا۔

"بل بتوڑی! اس یاماگ سانپ کو اپنی گردن کے گرد لپیٹ کر رکھ۔ میرے پاس آ جا۔ میں کھوپڑی پر منتر پڑھنے لگا ہوں۔ یہ کھوپڑی ہوا میں اڑتی ہوئی قبر میں اپنے سر کٹے مردے کے پاس جائے گی۔"

جادوگر حامون منتر پڑھنے ہی لگا تھا کہ اس کی گردن میں پڑے ہوئے ناپاک ٹیل ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بجی۔ جادوگر حامون نے ماؤتھ پیس منہ کے ساتھ لگا کر زور سے کہا۔

"ہیلو ہیلو آلو آلو! میں جادوگر حامون بول رہا ہوں تم کون ہو جلدی بتاؤ۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"حامون کے بچے میں جادوگروں کا بادشاہ جن بھوتوں کا آقا جادوگر سامری بول رہا ہوں۔"

اتنا سنتے ہی جادوگر حامون گھبرا گیا۔ جلدی سے سر کو جھکا دیا اور بولا۔

"سامری جی! میں آپ کا خادم آپ کا نوکر جادوگر حامون ہوں جی۔ سامری جی مجھے معاف کر دیں جی۔ بل بتوڑی چڑیل بھی میرے پاس کھڑی ہے سامری جی!"

سامری کی آواز سنائی دی۔

"سنو! آج رات میں دربار لگا رہا ہوں۔ تمہارا اور بل بتوڑی کا پہنچنا بہت ضروری ہے اگر نہ پہنچے تو تم دونوں کو بدروحیں بنا کر اندھے کنوئیں میں پھینک دوں گا۔"

جادوگر حامون نے عاجزی سے کہا۔

"سامری جی! ہم دونوں سر کے بل چل کر دربار میں حاضر ہوں گے جی۔ تھینک یو جی تھینک یو جی!"

دوسری طرف سے ٹیلی فون بند ہو گیا۔ حامون جادوگر نے بل بتوڑی سے کہا۔

"اری بل بتوڑی ناساں چوڑی! جلدی سے سامری کی جادونگری میں جانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی تیاری کر۔ سامری دربار لگا رہا ہے۔ ضرور اس نے کوئی خاص بات کرنی ہو گی۔"

بل بتوڑی چڑیل نے قہقہہ لگا کر گردن دائیں بائیں ہلاتے ہوئے کہا۔

"گنجی کھوپڑی والے جامون! میں تیار ہوں۔ میں تیار ہوں۔ میں تیار ہوں۔"

چڑیل نے یاماگ سانپ کو اپنی گردن کے گرد اچھی طرح سے لپیٹ کر اس کی سری اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ جادوگر جامون نے انسانی کھوپڑی پر زور سے ڈنڈا مار کر کہا۔

"سامری کے دربار سے آ کر تمہیں تمہاری قبر میں پہنچاؤں گا۔ چل بل بتوڑی! سامری کی جادونگری کو چلتے ہیں۔"

جادوگر جامون نے چڑیل کا ہاتھ پکڑ کر ایک منتر پڑھا اور دونوں غائب ہو گئے۔

○ ☆ ○

کھوپڑیوں کا جنگل

ہماری زمین سے ہزاروں لاکھوں میل اوپر جہاں کالے کالے بادل ہر وقت چھائے رہتے ہیں وہاں جن بھوتوں بدروحوں اور ناپاک جادوگروں کی بستی تھی۔ یہ سامری کی جادونگری تھی۔ سامری ان جن بھوتوں بدروحوں اور ناپاک جادوگروں کا بادشاہ تھا۔ جو بدروحیں اپنے گناہوں کی وجہ سے مرنے کے بعد فضا میں بھٹکتی پھرتی ہیں انہیں سامری کے جادوگر اور جن بھوت پکڑ کر اپنی جادونگری میں لے جاتے اور انہیں اپنا ساتھی بنا کر رکھ لیتے تھے۔

جادوگروں کے سردار اور بادشاہ سامری کے پاس بڑی طاقت تھی۔ وہ جن بھوتوں پر حکومت کرتا تھا۔ مگر اسے انسانوں کی دنیا' سائنس کی ترقی اور دنیا میں بسنے والے نیک انسان ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے۔ سامری برائی اور بدی کا جادوگر تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس کی ناپاک طاقت اتنی بڑھ جائے کہ وہ اپنے جن بھوتوں اور بدروحوں کی فوج سے دنیا پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لے۔ اسی لئے اس نے انسانوں کی دنیا میں اپنے شیطانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چیلے حامون جادوگر اور بل بتوڑی چڑیل کو بھیج رکھا تھا کہ وہ وہاں جا کر انسانوں کو تنگ کریں۔ جو نیک انسان ہیں ان کو برائی کی طرف ورغلائیں۔ انہیں برائی کے راستے پر ڈالیں تاکہ آہستہ آہستہ دنیا پر بھی شیطانی جادوگر سامری کی حکومت قائم ہو جائے۔ مگر دنیا نیک اور خدا سے ڈرنے والے نیک لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ نیک لوگ جادوگر حامون کی شیطانی چالوں میں نہیں آتے تھے۔ مگر سامری کے حکم سے شیطانی جادوگر حامون اور خونی چڑیل بل بتوڑی اپنے ناپاک کام میں لگے ہوئے تھے۔

جس وقت جادوگر حامون اور چڑیل بل بتوڑی سامری کے دربار میں پہنچے تو دربار لگا ہوا تھا۔ سامری اپنا سانپ کے پھن والا اونچا تاج پہنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے دائیں بائیں دو چڑیلیں ہاتھوں میں تلواریں لئے کھڑی تھیں۔ دربار میں جن بھوت اور قسم قسم کی گناہ گار بدروحیں انسانی ہڈیوں سے بنائی گئی اونچی کرسیوں پر بیٹھی تھیں۔ حامون جادوگر اور چڑیل بل بتوڑی نے جاتے ہی سامری کے آگے جھک کر تعظیم کی اور اپنی اپنی کرسیوں پر ادب سے بیٹھ گئے۔ دربار میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سامری کا چہرہ سیاہ تھا۔ اس کی آنکھیں لال لال انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں کالا سیاہ ڈنڈا تھا' جس کے آگے انسانی ہاتھ کا پنجہ بنا ہوا تھا۔ سامری نے سیاہ لمبا چغہ پہن رکھا تھا جس پر انسانی کھوپڑی کی شکل بنی ہوئی تھی۔ اس کے گلے میں الوؤں کی کھوپڑیوں کی مالائیں پڑی ہوئی تھیں۔ جب چڑیل بل بتوڑی اور حامون جادوگر اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو سامری جادوگر

نے لال لال آنکھوں سے دربار پر ایک نگاہ ڈالی۔ پھر گرجدار آواز میں بولا۔

"جادوگری کی بدروحو! جن بھوتو! چڑیلو! میں تمہارا سردار سامری۔ جادوگری کا بادشاہ سامری ہوں۔ میری بات غور سے سنو! ہم شیطان کے ماننے والے ہیں۔ ہم انسانوں کی دنیا میں اپنے جادوگر اپنی چڑیلیں اور اپنے ناپاک جن بھوت بھیج کر دنیا میں شیطانی پھیلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تاکہ ایک دن انسانوں کی دنیا پر بھی ہماری حکومت قائم ہو جائے۔ مگر انسانوں کی دنیا میں اتنے زیادہ نیک آدمی بستے ہیں کہ ہماری ہر کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔ دوسرے ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ دنیا پر ایک دم سے حملہ کر دیں۔ ہم اپنی طاقت بڑھانے کی طرف بھی لگے رہتے ہیں۔ اب ہمیں اپنے خاص جاسوس کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ انسانوں کی دنیا میں کوہ قاف کا ایک جن نسطور داخل ہو چکا ہے' جس کے پاس شاہ جنات کا خاص سلیمانی لاکٹ ہے۔ اگر وہ لاکٹ ہمارے قبضے میں آ جائے تو ہماری طاقت بہت بڑھ سکتی ہے۔ ہماری طاقت میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اس سلیمانی لاکٹ کی مدد سے ہم کوہ قاف پر بھی قبضہ کر سکتے ہیں۔ اس کام کے لئے ہم نے ایک جادوگر اور ایک چڑیل کو چن لیا ہے۔ اب میں ان کے نام آپ لوگوں کو بتاتا ہوں۔"

سامری ایک لمحے کے لئے خاموش ہو گیا۔ دربار پر خاموشی چھا گئی۔ دربار میں موجود ہر کسی کا دل دھڑک رہا تھا کہ شاید سامری ہمارا نام لے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تب سامری نے انسانی پنجے والا ڈنڈا ہوا میں لہراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے اس اہم کام کے لئے شیطان کے چیلے جادوگر حامون اور چڑیل بل بتوڑی کو چنا ہے۔"

دربار میں سب بدروحیں، بھوت، جن اور چڑیلیں تالیاں بجا بجا کر جادوگر حامون اور چڑیل بل بتوڑی کو مبارک باد دینے لگیں۔ جادوگر حامون اور بل بتوڑی اپنی جگہوں سے اٹھ کر سامری کے تخت کے پاس گئے۔ جھک کر تعظیم بجا لائے اور جادوگر حامون نے کہا۔

"سامری جی! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے مجھے اس اہم کام کے لئے چنا۔"

چڑیل بل بتوڑی نے بھی سامری کے آگے جھک کر کہا۔

"سامری جی! میں بھی آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا۔ میں شیطان کی قسم کھا کر عہد کرتی ہوں کہ جب تک نسطور جن سے سلیمانی لاکٹ حاصل نہ کر لوں گی چین سے نہیں بیٹھوں گی۔"

جادوگر حامون نے بھی جھک کر عرض کی۔

"سامری جی! میں بھی شیطان کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ جو کام آپ نے مجھے سونپا ہے اس کو پورا کر کے ہی دم لوں گا۔ نسطور جن اگر زمین کے نیچے پاتال میں بھی ہوا تو میں اس سے سلیمانی لاکٹ چھین کر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔"

"شاباش میرے شیطانی دوستو!"

سامری نے خوش ہو کر کہا۔

"مجھے تم سے یہی امید تھی۔ مگر یاد رکھو نسطور جن کوہ قاف کا نیک دل مسلمان جن ہے اور اس کے پاس بہت زیادہ طاقت ہے۔ جب تک سلیمانی لاکٹ اس کے قبضے میں ہے اس پر تمہارا جادو اثر نہیں کر سکے گا۔ تمہیں جادو کی بجائے عیاری اور مکاری سے کام لینا ہو گا۔ تم دونوں پہلے ہی سے انسانوں کی دنیا میں رہتے ہو تمہیں انسانوں کی عادتوں کا پتہ چل گیا ہے۔ جاؤ جہاں طلسم سے کام نکلتا ہو وہاں طلسم کرو۔ جہاں مکاری اور عیاری سے کام نکلتا ہو وہاں مکاری اور عیاری سے کام چلاؤ اور جتنی جلدی ہو سکے، نسطور جن سے سلیمانی لاکٹ چھین کر میرے پاس پہنچاؤ۔ اگر تم کامیاب ہو گئے تو تم دونوں کو دربار میں سب سے اونچی کرسیاں پیش کی جائیں گی۔ لیکن اگر تم ناکام ہو گئے تو۔۔۔"

دربار میں سناٹا چھا گیا۔ کیونکہ سامری کی سزائیں بھی بڑی خوفناک ہوتی تھیں۔ چڑیل بل بتوڑی اور جادوگر حامون کے چہرے بھی اتر گئے۔ سامری نے اعلان کیا۔

"اگر تم سلیمانی لاکٹ لانے میں ناکام ہو گئے تو تم دونوں کو کھولتے ہوئے ابلتے ہوئے تیل میں پھینک کر تمہارے پکوڑے بنا کر سارے درباریوں کو کھلا دیئے جائیں گے۔"

جادوگر حامون اور بل بتوڑی نے ایک آواز ہو کر ہاتھ باندھ کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سامری جی! ہم سلیمانی لاکٹ لے کر ہی واپس آئیں گے۔"

سامری بولا۔

"ہم تمہیں صرف دو مہینوں کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر دو مہینوں کے اندر اندر تم نسطور جن سے سلیمانی لاکٹ چھین کر نہ لا سکے تو ایسی صورت میں بھی ابلتے ہوئے تیل میں ڈال کر تمہارے پکوڑے تل دیئے جائیں گے۔ اب دربار برخواست کیا جاتا ہے۔"

سامری تخت پر سے اٹھ کر تلواروں والی دونوں چڑیلوں کے ساتھ اپنے محل کی طرف چلا گیا۔ سارے دربار کے جن بھوت' بدروحیں اور چڑیلیں جادوگر حامون اور بل بتوڑی کو مبارکیں دینے لگے کہ سامری نے انہیں اتنا اہم کام سونپا ہے۔ جادوگر حامون نے برا منہ بنا کر کہا۔

"بھائیو! سامری جی نے کام ضرور ہمیں بڑا خاص سونپا ہے مگر ہمارے پکوڑے بھی تو تلے جا سکتے ہیں۔ آؤ بل بتوڑی ناساں چوڑی انسانوں کی دنیا میں چل کر اپنا مشن شروع کرتے ہیں۔"

بل بتوڑی نے حامون جادوگر کا ہاتھ پکڑ لیا اور گردن زور زور سے ہلاتے ہوئی بولی۔

"چل گنجے حامون۔"

سامری کے دربار سے باہر آ کر جادوگر حامون بل بتوڑی چڑیل کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک طرف لے گیا اور رونے لگا۔

"ہی ہی ہی ہی۔ ہی ہی ہی ہی ہی ہی ___"

بل بتوڑی چڑیل نے حامون کی موٹی گردن پر زور سے ہاتھ مار کر کہا۔

"او گنجے حامون! روتا کیوں ہے؟"

حامون جادوگر نے روتے ہوئے کہا۔

"بل بتوڑی! میں اس لئے روتا ہوں کہ اگر ہم نسطور جن کا سلیمانی لاکٹ نہ لا سکے تو سامری ہمارے پکوڑے تل کر درباریوں کو کھلا دے گا۔"

چڑیل بل بتوڑی نے ایک چیخ مار کر کہا۔

"حوصلہ کیوں ہارتا ہے حامون کے بچے! ہم شیطان کے چیلے ہیں۔ سامری جادوگر کے ساتھی ہیں۔ ہم سلیمانی لاکٹ حاصل کر کے رہیں گے۔"

جادوگر حامون نے آنسو پونچھتے ہوئے گردن اکڑا کر کہا۔

"تو ٹھیک کہتی ہے بل بتوڑی ناساں چوڑی ہم دو مہینے کے اندر اندر سلیمانی لاکٹ لے کر رہیں گے۔ اری تو نے میری ہمت بڑھا دی ہے۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ تو چڑیل نہیں ڈائن ہے۔ میری پیاری بہن ہے۔ یاں۔ پیاریاں پاریاں۔ --- چل اب انسانوں کی دنیا میں چلتے ہیں۔"

چڑیل بل بتوڑی اس طرح ہنسی کہ جادوگر حامون بھی ڈر گیا۔

"اری ناساں چوڑی! میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے کہ اس طرح ڑے کی طرح نہ ہنسا کر میں ڈر جاتا ہوں۔ آ جا۔ آجا۔ اب چلتے ہیں۔ میرا ہاتھ پکڑ لے۔ میں منتر پڑھ کر غائب ہونے لگا ہوں۔"

چڑیل بل بتوڑی نے حامون کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حامون نے منتر پڑھ کر اور وہ دونوں غائب ہو گئے۔ انسانوں کی دنیا میں آ کر وہ شہر سے دور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ویران ٹیلے والے غار کے اندر ظاہر ہوئے۔ حامون جادوگر نے غار میں آتے ہی چڑیل بل بتوڑی سے کہا۔

"اری بل بتوڑی ناساں چوڑی ہم نے سامری سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ نسطور جن لاہور شہر میں کس جگہ اترا ہوا ہے؟"

بل بتوڑی نے گردن مٹکاتے ہوئے ہلکی سی ڈراؤنی چیخ مار کر کہا۔

"وہ ضرور کسی قبرستان میں اترا ہو گا۔"

جادوگر حامون نے بل بتوڑی کو جھڑک دیا۔

"ناساں چوڑی جن قبرستانوں میں نہیں اترا کرتے قبرستانوں میں تو بھوت رہتے ہیں۔ تمہاری جیسی خوفناک بدشکل چڑیلیں رہتی ہیں۔"

بل بتوڑی نے اپنا لمبے ناخنوں والا ہاتھ حامون جادوگر کی طرف بڑھاتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"گنجی کھوپڑی والے حامون! مجھے بدشکل کہا تو نے؟ ابھی تمہاری شکل گھوڑے کی بناتی ہوں۔"

چڑیل منتر پڑھنے لگی۔ حامون نے اس کا ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"اری بل بتوڑی! تو تو خواہ مخواہ ناراض ہو جاتی ہے۔ میرے لئے تو کوہ قاف کی پری ہے بابرہ شریف ہے۔"

"ہی ہی ہا ہا ہی ہی ہا ہا۔"

چڑیل خوش ہو کر گھوڑے کی طرح ہنہنانے لگی۔ حامون پاک نیلا ٹیلی فون کا ماؤتھ پیس اپنے منہ کے آگے کر کے بولا۔

"ابھی سامری جی سے پوچھ لیتے ہیں۔ ہیلو ہیلو! آلو آلو۔ لانگ ڈسٹنس کال ہے۔ سامری جی سے ملا دو۔ ہیلو ہیلو۔ آلو آلو؟ کون بول رہا ہے؟ میں جی! سامری جی بول رہے ہیں باادب باملاحظہ ہوشیار سامری جی! میں آپ کا خادم جادوگر حامون بول رہا ہوں۔ مجھے یہ پوچھنا تھا جی کہ نسطور جن لاہور شہر میں کس جگہ اترا ہے؟"

دوسری طرف سے سامری جادوگر نے حامون کو جھاڑ پلاتے ہوئے کہا۔

"حرام خور نمک حرام کام چور۔ اب یہ بھی مجھے بتانا پڑے گا؟ خود پتہ کر کہ نسطور جن کہاں ٹھہرا ہوا ہے۔ اتنا تمہیں بتا دیتا ہوں کہ وہ لاہور شہر میں ہی ہے۔ یاد رکھ میں نے تمہیں اور بل بتوڑی کو دو مہینے کی مہلت دی ہے۔ اگر دو مہینوں کے اندر اندر تم نسطور جن سے سلیمانی لاکٹ چھین کر نہ لائے تو تمہارے پکوڑے تل دیئے جائیں گے۔ بس!"

سامری نے دوسری طرف سے زور سے ٹیلی فون بند کر دیا۔ حامون جادوگر کانپ اٹھا۔ بل بتوڑی نے پوچھا۔

"کیا کہا سامری جی نے؟"

حامون جادوگر نے رونی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"سامری جی نے کہا ہے نسطور جن لاہور شہر میں ہی ہے۔ خود اس کا پتہ چلاؤ کہ وہ کس گھر میں ٹھہرا ہوا ہے۔ نہیں تو پکوڑے تل دوں گا۔"

بل بتوڑی چڑیل نے گردن جھٹک کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سامری تو پاگل ہو گیا ہے۔ ہر وقت پکوڑے پکوڑے کرتا رہتا ہے۔ لگتا ہے اس نے کبھی پکوڑے نہیں کھائے۔"

"اری بل بتوڑی وہ سامری ہے۔ جادوگروں کا بادشاہ ہے وہ تو ہمیں نڈے بنا سکتا ہے۔ تجھے لومڑی بنا سکتا ہے۔"

بل بتوڑی نے تنگ کر کہا۔

"اور تمہیں گدھا بنا سکتا ہے۔ مگر تمہیں گدھا بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم تو پہلے ہی سے گدے ہو۔"

حامون جادوگر نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"شیطان کی خالہ اب چپ کر جا اور یہ بتا کہ نسطور جن کا کہاں اور کیسے پتہ چلایا جائے۔ ہمارے پاس ٹائم بڑا تھوڑا ہے۔"

بل بتوڑی چڑیل سوچ میں پڑ گئی۔ جادوگر حامون نے کہا۔

"اری بل بتوڑی تو چھلیڈی مردے کھانی کی ڈیوٹی کیوں نہیں لگا دیتی کہ وہ نسطور جن کا پتہ چلائے؟"

بل بتوڑی نے گھوڑی کی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"گنجی کھوپڑی والے حامون تو نے مجھے خوب یاد دلایا۔ میں ابھی قبرستان میں جا کر چھلیڈی سے ملتی ہوں۔ میں جا رہی ہوں۔۔۔"

جادوگر حامون نے کہا۔

"مجھے واپس آ کر بتانا کہ کیا ہوا۔ کہیں تم بھی اس کے ساتھ قبرستان میں مردے کھانے نہ بیٹھ جانا۔"

"ہی ہا ہی ہا"

بل بتوڑی چڑیل نے زور سے چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ حامون جادوگر نے غار کی دیوار پر شیطان کی سینگوں والی تصویر بنا رکھی تھی۔ وہ شیطان کی تصویر کے آگے جا کر ہاتھ باندھ کر بولا۔

"سینگوں والے شیطان جی! تمہیں معلوم ہے کہ انسانوں کی دنیا میں آ کر ہماری جادو کی طاقت آدھی کم ہو جاتی ہے۔ ہماری مدد کرنا۔ ہمیں سامری کے پکوڑے بننے سے بچا لینا۔"

حامون نے زور سے زمین پر ڈنڈا مارا اور بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ دوسری طرف بل بتوڑی چڑیل ہوا میں، بادلوں میں اڑتی ہوئی شہر سے دور ایک ایسے قبرستان میں گئی جو ویران ہو چکا تھا۔ وہاں کئی سو سال کے پرانے مردے دفن تھے۔ اب وہاں کوئی مردے دفن کرنے نہیں آتا تھا۔ یہ قبرستان اتنا ڈراؤنا تھا کہ دن کے وقت بھی یہاں سے کوئی نہیں گذرتا تھا۔ بل بتوڑی جانتی تھی کہ چھلیڈی مردے کھانی کونسی قبر میں رہتی ہے۔ وہ سیدھی اس کی قبر میں آ کر ظاہر ہو گئی۔ اس وقت چھلیڈی مردے کھانی ایک پرانے مردے کی ٹانگ کی ہڈی کھا رہی تھی۔ چڑیل بل بتوڑی کو دیکھ کر چھلیڈی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہاتھ ماتھے پر رکھ کر سلام کیا اور بولی۔

"آپا بل بتوڑی تم کیسے آ گئیں مجھ غریب مردے کھانی کے پاس؟"

بل بتوڑی نے اپنی گردن میں سے یاناگ سانپ کو اتار کر اپنے ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پکڑ لیا اور ہاتھ چھلیڈی کی طرف بڑھا کر چیخ کر بولی۔

"چھلیڈی! میں تیرے پاس ایک خاص کام لے کر آئی ہوں۔ اگر تو نے میرا کام نہ کیا تو یہ سانپ دیکھ رہی ہے؟ یہ کوہ قاف کا سردار سانپ یاماگ ہے میں یہ سانپ ڈسوا کر تجھے جلا کر بھسم کر دوں گی۔

چھلیڈی مردے کھانی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"آپا بل بتوڑی! میں تو تیری شاگرد ہوں۔ تیرا حکم بجا لاؤں گی۔ مجھے بتا میں کیا کروں؟"

بل بتوڑی نے یاماگ سانپ کو واپس اپنے گلے میں ڈال لیا اور بولی۔

"سن! کوہ قاف سے نسطور نام کا ایک جن جو نوجوان ہے خوش شکل ہے انسانوں کی دنیا میں آگیا ہوا ہے۔ وہ اسی لاہور شہر میں اترا ہے۔ تجھے اس کا پتہ کرنا ہے کہ وہ شہر کے کس مکان کس کوٹھی میں رہتا ہے۔ تجھے کل تک پتہ کر کے مجھے بتانا ہو گا۔"

بل بتوڑی جانتی تھی کہ چھلیڈی مردے کھانی کے پاس اپنی شکل بدل ڈالنے کا جادو ضرور ہے مگر اس کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ نسطور جن کا مقابلہ کر سکے اور اس کے سلیمانی لاکٹ کو ہاتھ ڈال سکے۔ بل بتوڑی چڑیل نے چھلیڈی کی ڈیوٹی لگا دینے کے بعد کہا۔

"میں کل آدھی رات کو تمہاری قبر میں آ کر تجھ سے پتہ کروں گی۔ اب میں جاتی ہوں۔"

اور چڑیل بل بتوڑی چیخ مار کر غائب ہو گئی۔ بل بتوڑی اور جادوگر

عامون کو ابھی تک یہ راز معلوم نہ ہو سکا تھا کہ چڑیل نے کوہ قاف کا جو سانپ یاماگ اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے وہ نسطور کا دوست ہے اور اس کو انسانی شکل میں واپس لا کر اس سے نسطور کے بارے میں بات چیت کی جا سکتی تھی۔ یاماگ سانپ نے سامری کے دربار کا سارا منظر بھی دیکھ لیا تھا۔ اس نے ساری باتیں بھی سن لی تھیں اسے یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ یہ ناپاک جادوگر اور چڑیل بل بتوڑی نسطور جن کے سلیمانی لاکٹ کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور دو مہینے کے اندر اندر سلیمانی لاکٹ چرا کر سامری جادوگر کو پیش کر دینا چاہتے ہیں۔ مگر یاماگ سانپ خود مجبور تھا۔ ایک تو اس کا منکا اس کے پاس نہیں تھا اور اس کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ دوسرے وہ چڑیل بل بتوڑی کی قید میں تھا اور اس کی قید میں آنے کے بعد یاماگ سانپ کا بدن ست اور ٹھنڈا پڑ گیا ہوا تھا۔ وہ زیادہ حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس پر چڑیل کے طلسم کا اثر بھی تھا۔ ورنہ وہ کسی نہ کسی طرح چڑیل سے اپنی جان چھڑا کر شہر کی طرف بھاگ جاتا اور نسطور کو تلاش کر کے اسے خبردار کر دیتا کہ ایک خطرناک جادوگر اور خونی چڑیل اس کا سلیمانی لاکٹ چرانے کی مہم شروع کر چکے ہیں۔ مگر وہ خواہش کے باوجود ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

چڑیل بل بتوڑی جب قبر سے غائب ہو گئی تو چھلیڈی مردے کھانی جس کا قد بڑا چھوٹا تھا اور وہ کسی چارپائی کا پاوا لگتی تھی۔ بلکہ چٹو کا ہاون دستہ معلوم ہوتی تھی اپنی قبر کے سوراخ میں سے نکل کر باہر کو دی۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھلیڈی کے پاس دو طاقتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ جیسی چاہے شکل اختیار کر سکتی تھی۔ دوسری طاقت اس کے پاس یہ تھی کہ وہ فضاء کو سونگھ کر پتہ چلا لیتی تھی کہ کوئی ہوائی مخلوق یا کوئی چڑیل یا جن بھوت کہاں پر ہے۔ قبرستان میں قبروں کے درمیان کھڑی ہو کر چھلیڈی مردے کھانی اپنی بندریا ایسی ناک اوپر چڑھا کر اونچے اونچے سانس لے کر فضاء میں چاروں طرف سونگھنے لگی۔ اسے ماڈل ٹاؤن کی طرف سے ایک عجیب سی بو محسوس ہوئی۔ یہ کسی انسان کی بو نہیں تھی، کسی جانور کی بو بھی نہیں تھی۔ یہ کسی ہوائی مخلوق یا جن کی بو تھی۔ بو بڑی ہلکی ہلکی تھی۔ چھلیڈی جدھر سے بو آ رہی تھی اس طرف چل پڑی۔ اس وقت لاہور شہر میں دوپہر کا وقت تھا۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے سردی بڑھ گئی تھی۔ چھلیڈی ویران قبرستان کے کنارے پر آ کر درختوں کے نیچے رک گئی۔ وہ بالکل چھوٹی سی تھی۔ اس حلیے میں وہ شہر میں جاتی تو لوگ اس پر ہنستے اور بچے اس کے پیچھے لگ جاتے۔ اس کے لئے کوئی دوسری شکل اختیار کرنا بہت ضروری تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ کونسی شکل اختیار کرے۔ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ دیہاتی عورت بن کر ماڈل ٹاؤن تک جائے گی کیونکہ کسی جن کی بو ادھر ہی سے آ رہی تھی۔ چھلیڈی نے منہ آسمان کی طرف کر کے زور سے ایک پھنکار ماری اور دوسرے لمحے وہاں چھلیڈی کی جگہ تیس پینتیس سال کی ایک دیہاتی عورت کھڑی تھی جس نے چادر اوڑھ رکھی تھی اور ہاتھ میں کپڑے کی پوٹلی تھی۔ چھلیڈی قبرستان سے چل کر بڑی سڑک پر آ

گئی۔ یہاں سے ماڈل ٹاؤن کو بسیں چلتی تھیں۔ وہ ایک بس میں بیٹھ گئی کنڈکٹر نے آ کر کہا۔

"بہن جی کہاں جانا ہے؟"

چھلیڈی نے کہا۔ "ماڈل ٹاؤن جانا ہے ویرا"

"ایک روپیہ دے دیں بہن جی۔"

چھلیڈی کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اس نے اپنی مٹھی بند کر لی۔ جب کنڈکٹر کے سامنے ہاتھ کر کے مٹھی کھولی تو اس کی مٹھی میں ایک روپے کا نوٹ تھا۔ کنڈکٹر نے اسے ٹکٹ دے دیا۔ بس ماڈل ٹاؤن کے علاقے میں داخل ہوئی تو چھلیڈی کو جن کی بو زیادہ تیز محسوس ہونے لگی۔ وہ بڑی خوش ہوئی کہ چڑیل بل بتوڑی نے اس کے ذمے جو ڈیوٹی لگائی تھی وہ آج ہی پوری ہو رہی تھی۔ ایک جگہ بس رکی تو جن کی بو بڑی تیز آ رہی تھی۔ چھلیڈی اسی سٹاپ پر اتر گئی۔ جدھر سے بو آ رہی تھی وہ ادھر کو چل پڑی یہ بو اسے عمران کے ڈیڈی کی کوٹھی کے پاس لے آئی۔ اس وقت ڈیڈی، عمران، معطر کی امی اور نسطور جن کوٹھی کے چھوٹے سے باغیچے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ نسطور جن نے عینک لگا رکھی تھی۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اسے ہر چیز صاف صاف نظر آ رہی تھی۔ رحمو بابا میز پر چائے کا سامان لگا رہا تھا۔ چھلیڈی کو اسی کوٹھی سے جن کی بو آ رہی تھی۔ وہ جلدی سے کوٹھی کے پیچھے چلی گئی۔ یہاں ایک درخت تھا جو کوٹھی کی دیوار پر جھکا ہوا تھا۔ چھلیڈی نے ادھر ادھر دیکھا۔ اب اسے یقین ہو گیا کہ اسے کوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں دیکھ رہا تو اس نے منہ آسمان کی طرف کر کے پھنکار ماری اور فوراً ایک کالی بلی بن گئی۔ بلی بنتے ہی وہ درخت پر چڑھ کر کوٹھی کے پچھلے لان میں کود گئی۔ کوٹھی کے سامنے والے لان میں سب لوگ چائے پی رہے تھے۔ معطر کہہ رہی تھی۔

"نسطور انکل! آپ ہمارے پاس ہی رہیں۔"

عمران نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"ہاں انکل! میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے گھر میں ہی رہیں۔ ہم کرکٹ کھیلا کریں گے۔"

"میں کیرم بھی کھیلوں گی۔"

ڈیڈی کہنے لگے۔

"بھئی ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ نسطور بھائی اب ہمارے پاس ہی رہیں مگر یہ تو ان کی مرضی ہے۔ ہم انہیں مجبور نہیں کر سکتے۔"

امی نے چائے کی پیالی میں چینی ملاتے ہوئے کہا۔

"ایک بات ہے۔ نسطور بھائی کے آنے سے گھر میں بڑی برکت آ گئی ہے۔ کئی کئی مہینوں سے جو چیزیں گم ہو گئی تھیں وہ مل گئی ہیں۔"

نسطور جن نے ناک پر اپنی عینک کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی میرا بھی ان بچوں میں بڑا جی لگ گیا ہے۔ مگر میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ہاں جب تک مجھے میرا دوست نہیں مل جاتا میں آپ ہی کے پاس رہوں گا۔"

معطر اور عمران نے تالیاں بجا کر کہا۔

"ویری گڈ! ویری گڈ! تھینک یو انکل نسطور! تھینک یو انکل نسطور!"

عین اس وقت چھلیڈی کالی بلی کے روپ میں جھاڑیوں سے نکل کر میز کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ امی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے خدا! کسقدر منحوس شکل ہے اس بلی کی۔"

ڈیڈی نے بھی بلی کو غور سے دیکھا اور بولے۔

"یہ کہاں سے آ گئی ہے۔ پہلے تو اسے ادھر کبھی نہیں دیکھا۔"

رحمو بابا بولا۔

"خدا جانے کہاں سے آ گئی ہے ابھی اس کو مار کر نکالتا ہوں۔ کالی بلیاں بڑی منحوس ہوتی ہیں جی۔"

عمران بولا۔ میں اپنا بیٹ لاتا ہوں۔

عمران کی امی نے اسے روک دیا۔

"نہیں عمران بیٹا۔ بلیوں کو مارا نہیں کرتے اپنے آپ چلی جائے گی۔"

اس دوران نسطور جن نے محسوس کیا تھا کہ کالی بلی اس کی طرف ٹکٹکی باندھے گھور رہی ہے۔ وہ کچھ پڑھ کر بلی کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے پھونکنے ہی والا تھا کہ بلی ایک دم سے چیختی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی۔

رحمو بابا نے کہا۔

"ضرور یہ کوئی بدروح تھی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نسطور کو بھی بلی پر شک ہو گیا تھا کہ یہ ضرور کوئی چڑیل یا بدروح تھی جو بلی کی شکل اختیار کر کے وہاں آ گئی تھی۔ مگر یہ بات نسطور جن کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ یہ کالی بلی اصل میں چھلیڈی ہے اور اسے چڑیل بل بتوڑی نے اس کا سراغ لگانے کے لئے وہاں بھیجا ہے۔

چھلیڈی کالی بلی کے روپ میں کوٹھی کی دیوار پھاند کر پیچھے درختوں میں آ گئی۔ یہاں آتے ہی اس نے دوبارہ دیہاتی عورت کی شکل اختیار کی اور واپس بس سٹاپ کی طرف تیز تیز قدموں سے چل دی۔ بس سٹاپ پر پہنچ کر وہ بس میں سوار ہو کر قبرستان کے قریب والی سڑک پر اتر گئی۔ اس نے نسطور جن والی کوٹھی کا نمبر یاد کر لیا تھا۔ قبرستان میں آ کر اس نے دوبارہ چھلیڈی کی شکل بدلی اور اپنی قبر میں گھس گئی۔ وہ بڑی خوش تھی کہ وہ اپنی مہم میں کامیاب ہو گئی ہے۔ قبر میں آتے ہی چھلیڈی آنکھیں بند کر کے چڑیل بل بتوڑی کی شکل سامنے لائی۔ بل بتوڑی نے پھنکار کر پوچھا۔

"مجھے اس وقت کیوں تنگ کیا ہے تو نے؟"

چھلیڈی نے کہا۔

"آپا بل بتوڑی! میں نے جن کا پتہ لگا لیا ہے۔"

بل بتوڑی نے خوش ہو کر پوچھا۔

"کہاں رہ رہا ہے وہ نسطور جن؟ کس مکان میں اترا ہے؟"

چھلیڈی نے کہا۔

"وہ ماڈل ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں رہتا ہے۔"

پھر چھلیڈی نے بل بتوڑی کو کوٹھی کا نمبر بھی بتا دیا۔ بل بتوڑی نے خوشی سے ایک چیخ ماری اور غائب ہو گئی۔ چڑیل سیدھی حامون جادوگر کے غار میں پہنچ گئی۔ جادوگر حامون اس وقت چار گدھوں کی کھوپڑیوں پر بیٹھا کوئی طلسمی منتر یاد کر رہا تھا کہ چڑیل اچانک گھوڑی کی طرح ہنستی ہوئی ظاہر ہو گئی۔ جادوگر حامون نے غصے میں کہا۔

"بل بتوڑی ناساں چوڑی تو نے مجھے میرا منتر بھلا دیا اس وقت یہاں کیا لینے آ گئی ہے؟"

بل بتوڑی بولی۔

"حامون! گنجی کھوپڑی والے حامون! نسطور جن کا چھلیڈی نے پتہ چلا لیا ہے۔"

اور بل بتوڑی نے حامون جادوگر کو ماڈل ٹاؤن والی اس کوٹھی کا نمبر بتایا جہاں نسطور جن رہ رہا تھا۔ حامون بڑا خوش ہوا۔ پھر کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ بل بتوڑی نے کہا۔

"اب کس سوچ میں غرق ہو گئے ہو گنجے حامون؟"

حامون نے کہا۔

"بل بتوڑی! ناساں چوڑی! یہاں میرے پاس بیٹھ جا اور میری بات غور سے سن!"

بل بتوڑی حامون کے قریب بیٹھنے لگی تو حامون نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے اتنے قریب نہ بیٹھ مجھے تمہارے کپڑوں سے مرے ہوئے گینڈے کی بو آتی ہے۔"

چڑیل بل بتوڑی غصے میں دفع دور دفع دور کہنے لگی۔ وہ ذرا پرے ہٹ کر بیٹھ گئی۔

"اب بتا کیا کہنا چاہتا ہے۔"

حامون جادوگر بولا۔

"بل بتوڑی! یہ تم بھی جانتی ہو کہ انسانوں کی دنیا میں آ کر ہماری جادو کی طاقت تھوڑی کم ہو جاتی ہے۔ ہم غائب ہو سکتے ہیں۔ ہوا میں اڑ سکتے ہیں۔ مگر اپنی شکل نہیں بدل سکتے۔ صرف چھلڈی اپنی شکل بدل سکتی ہے۔ کیونکہ وہ کئی سو سال سے گناہ گار لوگوں کے مردے کھا رہی ہے۔"

بل بتوڑی نے گردن ہلا کر پوچھا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔"

جادوگر حامون بولا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں نسطور جن کا تو پتہ چل گیا ہے۔ مگر ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم اس پر ہاتھ ڈال سکیں۔ ہمارے پاس بدی کی طاقت ہے۔ نسطور جن کے پاس نیکی کی طاقت ہے اور بدی کی طاقت نیکی کی طاقت سے ہمیشہ شکست کھا جاتی ہے۔ نسطور جن نے سلیمانی لاکٹ اپنے پاس چھپا کر رکھا ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس نے اسے اپنے بازو کے ساتھ قمیض کے اندر باندھ رکھا ہو۔ نسطور جن اگر ہمیں کہیں

اکیلا بھی مل جاتا ہے تو ہم اس کو قابو میں کر کے اس کے بازو سے سلیمانی لاکٹ نہیں اتار سکتے وہ ہم سے زیادہ طاقتور جن ہے۔ وہ ہم دونوں کو پتھر بنا سکتا ہے۔"

بل بتوڑی بھی سوچ میں پڑ گئی۔ کیونکہ حامون جادوگر بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔ وہ بولی۔

"تو پھر سلیمانی لاکٹ نسطور سے کیسے چھینا جائے؟"

حامون جادوگر گدھے کی کھوپڑی پر زور سے ڈنڈا مار کر بولا۔

"یہ کام چھلڈی مردے کھانی کر سکتی ہے۔"

"میں اسے ابھی بلاتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر چڑیل بل بتوڑی نے ایک چیخ ماری اور دونوں بازو اٹھا کر کہا۔

"چھلڈی مردے کھانی! حاضر ہو جاؤ۔"

ایک گرج دار آواز کے ساتھ چھلڈی حاضر ہو گئی۔ ہاتھ باندھ کر بولی۔

"آپا بل بتوڑی اور انکل حامون! اب مجھے کس لئے بلایا ہے۔"

حامون جادوگر نے اپنا کالا ڈنڈا چھلڈی کے کندھے پر لگاتے ہوئے کہا۔

"چھلڈی! جس جن کو تم نے ماڈل ٹاؤن کی کوٹھی میں دیکھا ہے کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی نسطور جن ہے جس کی ہمیں تلاش ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھلیڈی نے کہا۔

"ہاں میرے آقا! میں نے خود کوٹھی میں ایک بچی اور لڑکے عمران کو نسطور جن کو انکل نسطور کہہ کر بلاتے سنا ہے۔"

جادو گر حامون نے زور سے گدھے کی کھوپڑی پر ڈنڈا مارا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ کوئی چکر چلا کر نسطور والی کوٹھی میں جا کر رہنا شروع کرو اور یہ پتہ چلاؤ کہ نسطور سلیمانی لاکٹ کہاں چھپا کر رکھتا ہے۔ اگر اس نے لاکٹ اپنے بازو کے ساتھ باندھا ہوا ہے تو تمہارا کام یہ ہو گا کہ کسی طرح اس کا لاکٹ اس کے بازو سے اتروا کر مکان میں کسی الماری یا کسی دوسری جگہ پر رکھوا دو۔ پھر ہمیں آ کر اطلاع کرو۔ آگے سارا کام ہم خود کریں گے۔ مگر یاد رکھنا۔ سلیمانی لاکٹ کو ہاتھ لگانے کی غلطی مت کر بیٹھنا۔ نہیں تو وہیں جل کر راکھ ہو جاؤ گی۔"

بل بتوڑی نے چھلیڈی سے کہا۔

"اگر تم سلیمانی لاکٹ نسطور جن کے بازو سے اتروا کر کسی دوسری جگہ رکھوانے میں کامیاب ہو گئی تو میں تمہیں انعام کے طور پر کھانے کے لئے سات پرانے مردے لا کر دوں گی۔"

چھلیڈی بڑی خوش ہوئی کہنے لگی۔

"آپا بل بتوڑی! تم فکر ہی نہ کرو۔ میں ایک چکر چلاؤں گی اور عمران کے ڈیڈی کی کوٹھی میں رہنے لگوں گی۔ یہ کہ وہ خود مجھے اپنے پاس رکھ لیں گے۔ میں نے ترکیب سوچ لی ہے۔ اس کے بعد میں دوسرا چکر چلاؤں گی

اور نسطور کو مجبور کردوں گی کہ وہ اپنا لاکٹ اپنے جسم سے الگ کر کے مکان میں کسی جگہ چھپا دے۔"

"شاباش! جادو گر حامون نے کہا۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ جب تم شکل بدل کر نسطور کی کوٹھی میں جاؤ تو اسے ہرگز ہرگز تم پر شک نہ ہو کہ تم کوئی بدروح ہو۔"

چھلیڈی بولی۔

"میرے جسم سے جو بدروح کی بو آتی ہے وہ میں ختم کر کے وہاں جاؤں گی۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" بل بتوڑی نے کہا۔

"مگر یاد رکھنا یہ کام جلدی ہو جانا چاہیے۔ ہمارے پاس صرف دو مہینے ہیں۔ اگر ان دو مہینوں میں ہم نے لاکٹ حاصل نہ کیا تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ سامری ہمارے پکوڑے تل دے گا۔ ہم تمہارا پکوڑا تل دیں گے۔ اب جاؤ اور جلدی ہمیں آ کر خوش خبری سناؤ۔"

جادو گر حامون نے زور سے گدھے کی کھوپڑی پر ڈنڈا مارا۔ بل بتوڑی گھوڑی کی طرح ہنہنائی اور چھلیڈی مردے کھانی پھنکار مار کر غائب ہو گئی۔ چھلیڈی غائب ہونے کے بعد اپنے قبرستان میں جانے کی بجائے وہاں سے سیدھی بدروحوں کے قبرستان کی طرف گئی۔ کیونکہ وہ اپنے جسم سے بدروحوں کی جو خاص بو آتی تھی اس کو دور کرنا چاہتی تھی۔ یہ بدبو روحوں کے قبرستان میں جو خفیہ تالاب تھا اس میں نہانے ہی سے دور ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتی تھی۔ بدروحوں کا قبرستان ایک اجاڑ جگہ پر تھا جس کے چاروں طرف
دریا کی دلدل پھیلی ہوئی تھی۔ اس قبرستان میں کوئی انسان قدم نہیں رکھ
سکتا تھا۔ اگر کوئی قسمت کا مارا اس طرف نکل بھی آتا تھا تو وہ دلدل میں
پھنس جاتا اور دلدل اسے نگل لیتی تھی۔ چھلیڈی غائب ہو کر دلدل کے
اوپر سے گذر کر بدروحوں کے قبرستان میں آ گئی۔ یہاں بدروحوں کی بے
شمار قبریں بنی ہوئی تھیں۔ ان قبروں کے اوپر پتھر کے الو بیٹھے تھے۔
چھلیڈی قبروں میں سے گذرتی اس پرانی قبر پر آ گئی جس کے اندر سے
خفیہ تالاب کو راستہ جاتا تھا۔

اس پرانی قبر کی بدروح اپنی قبر میں نہیں تھی۔ قبر بالکل خالی پڑی ہوئی
تھی۔ جب چھلیڈی قبر میں اتری تو اسے ایک عجیب سی ڈراؤنی آواز سنائی
دی۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی بدروح رو رہی ہو۔ چھلیڈی تھوڑی دیر کے
لئے قبر کے اندر ٹھہر کر پیچھے دیکھنے لگی۔ قبر میں اندھیرا تھا۔ چھلیڈی
اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ قبر بالکل خالی پڑی تھی۔
سامنے قبر کی دیوار میں ایک گول سوراخ تھا۔ یہ سوراخ خفیہ تالاب پر
جانے کے لئے ایک راستہ تھا۔ چھلیڈی دیوار کے سوراخ میں سے گذر
گئی۔ دوسری طرف ایک سرنگ تھی۔ چھلیڈی سرنگ میں چلنے لگی۔ ایک
بار پھر اسے کسی بدروح کے رونے کی ڈراؤنی آواز آئی۔ اس نے چاروں
طرف نظریں گھما کر دیکھا۔ وہاں سوائے اس کے اور کوئی نہیں تھا۔ آواز
کبھی غار کے اوپر سے آتی۔ کبھی غار کی کسی دیوار کے پیچھے سے آتی اور

کبھی سامنے سے آتی محسوس ہوتی۔ چھلیڈی نے ڈراؤنی آواز کی کوئی پروا
نہ کی اور آگے بڑھتی چلی گئی۔ چھلیڈی چھوٹے سے قد کی تھی اور زیادہ
تیز نہیں چل سکتی تھی۔ سرنگ کافی لمبی تھی۔ سرنگ کے آخری سرے پر
یعنی جہاں جا کر سرنگ ختم ہوتی تھی خفیہ تالاب تھا۔ تالاب کے چاروں
طرف شیطانی بدروحوں کے بت بنا کر لگا دیئے گئے تھے۔ تالاب پر ایک
بہت بڑے درخت نے اپنی بے شمار ٹہنیاں جھکائی ہوئی تھیں۔ ان ٹہنیوں
پر ہزاروں چمگادڑ الٹے لٹک رہے تھے۔ چھلیڈی تالاب میں اترنے لگی تو
کسی پراسرار بدروح کے رونے کی آواز پھر آئی۔ چھلیڈی سے اب نہ رہا
گیا۔ آخر وہ بھی ایک بدروح ہی تھی۔ اس نے کرخت آواز میں پوچھا۔
"کون ہو تم؟ سامنے آؤ اے رونے والی بدروح۔"
بدروح کے رونے کی آواز خاموش ہو گئی۔ چھلیڈی تالاب میں اتر کر
نہانے لگی۔ جب وہ نہا کر تالاب سے باہر نکلی تو یہ محسوس کر کے بڑی
حیران ہوئی کہ اس کے جسم سے بدروحوں کی بو ابھی تک آ رہی تھی۔ وہ
پریشان ہو گئی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس تالاب میں جو کوئی بدروح
نہاتی تھی اس کے جسم کی بو کم از کم چھ ماہ کے لئے دور ہو جاتی تھی۔ مگر
چھلیڈی بدروح کے جسم کی بو غائب نہیں ہوئی تھی۔ یہ ایک ان ہونی بات
تھی جو آج تک نہیں ہوئی تھی۔ چھلیڈی ایک بار پھر تالاب میں اتر گئی۔
اس دفعہ اس نے خوب مل مل کر نہایا۔ جب تالاب سے باہر آئی تو اس
کے جسم کی خاص بو غائب نہیں ہوئی تھی۔ بو اسی طرح آ رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھلڈی پریشان ہو کر وہیں بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ آخر اس تالاب میں نہانے کے بعد بھی اس کے جسم سے بدبو غائب کیوں نہیں ہوئی۔ جبکہ وہ طلسمی تالاب تھا اور اس میں ایک بار نہانے سے ہی بدروح کے جسم کی خاص بو کچھ عرصے کے لئے غائب ہو جاتی تھی۔ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ چھلڈی کے جسم کی خاص بو نہانے کے بعد بھی اس کے جسم میں سے پہلے کی طرح نکل رہی تھی۔ چھلڈی کے لئے اپنے جسم کی بو دور کرنا بہت ضروری تھا۔ اس کے بغیر وہ جادوگر حامون اور چڑیل بل بتوڑی کے منصوبے پر عمل نہیں کر سکتی تھی اور اس سازشی منصوبے پر عمل کرنا ضروری تھا۔

چھلڈی پریشان بیٹھی تھی کہ وہی بدروح کے رونے کی آواز ایک بار پھر آئی۔ چھلڈی نے چیخ کر کہا۔

"کون ہو تم؟ سامنے آؤ۔ کیا تالاب کے طلسم کا اثر تم نے ختم کیا ہے؟"

بدروح کے رونے کی آواز ایکدم سے خاموش ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی کسی بوڑھی بدروح کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چھلڈی! تالاب کے دوسرے کنارے پر جو غار ہے اس میں آؤ۔ تمہیں پہلے میرا ایک کام کرنا ہے پھر تالاب میں نہاؤ گی تو تمہارے جسم کی بو غائب ہو جائے گی۔"

چھلڈی سمجھ گئی کہ یہ کوئی بھٹکی ہوئی بدروح ہے۔ اس کا کوئی کام ہو

گا۔ چلو وہ کام کر دیتے ہیں۔ کیونکہ چھلڈی ہر حالت میں اپنے جسم کی بو دور کرنا چاہتی تھی۔ وہ تالاب کے دوسرے کنارے پر آئی۔ یہاں ایک جگہ بہت بڑے درخت کی کھوکھلی جڑوں میں سے ایک تنگ زینہ نیچے غار میں اترتا تھا۔ چھلڈی زینہ اترنے کے بعد نیچے غار میں آ گئی۔ غار کے اندر ایک جگہ دیوار میں کھڈا بنا ہوا تھا۔ یعنی دیوار کو کھرچ کر وہاں گڑھا ڈالا ہوا تھا۔ اس گڑھے میں ایک انسانی کھوپڑی پر ایک چراغ جل رہا تھا جس کی روشنی میں چھلڈی کو ایک بدروح چڑیل کی مکروہ شکل نظر آئی۔ چھلڈی کو اس سے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا کیونکہ وہ خود ایک بدروح تھی۔ اس نے کہا۔

"مجھے یہاں کس لئے بلایا ہے تم نے اے بدروح؟"

بدروح چڑیل چھلڈی کو دیکھ کر رونے لگی۔ چھلڈی نے غصے سے کہا۔

"چپ ہو جا بدروح چڑیل۔ میرے سوال کا جواب دے۔ تو نے تالاب کی طاقت کس لئے چھین لی ہے۔ میں اپنے جسم سے بدروحوں والی بو ختم کرنے آئی ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے"۔

بدروح چڑیل روتے روتے چپ ہو گئی۔ بڑی مکروہ آواز میں بولی۔

"چھلڈی! جب تک تو میرا ایک کام نہیں کرے گی تم اگر سارا دن بھی تالاب میں نہاتی رہو گی تو تمہارے جسم کی بدبو دور نہیں ہو گی۔"

چھلڈی نے غصے سے پوچھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جلدی بتا وہ کیا کام ہے؟"

بدروح چڑیل نے کہا۔

"اس غار کے آگے کھوپڑیوں کا جنگل ہے۔ اس جنگل میں ایک درخت ہے جس پر سانپ رہتے ہیں۔ اس درخت کی سب سے اونچی ٹہنی پر میری کھوپڑی لٹک رہی ہے۔ مجھے میری کھوپڑی واپس لا دو۔"

چھلیڈی کو غصہ تو بہت آیا مگر مجبور تھی۔ اس کے لئے اپنے جسم کی بدروحوں والی بو ختم کرنا بھی ضروری تھا اور جب تک اس بدروح چڑیل کا سوال پورا نہیں کرتی وہ اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ کہنے لگی۔

"کم بخت بدروح چڑیل! مجھے مجبوراً تمہارا یہ کام کرنا پڑے گا۔ لیکن یاد رکھ جب تمہیں تمہاری کھوپڑی مل گئی تو تالاب کی طلسمی تاثیر اسے واپس مل جانی چاہیے۔"

بدروح چڑیل نے کہا۔

"اگر تو میری کھوپڑی لے آئی تو اسی وقت جا کر تالاب میں نہانا تمہارے جسم کی بدروح بو دور ہو جائے گی۔ اب جلدی سے جا کر مجھے میری کھوپڑی لا کر دے۔ کیونکہ کھوپڑی کے بغیر میرا سر بار بار نیچے ڈھلک جاتا ہے۔"

"جاتی ہوں۔ تم اسی جگہ رہنا۔"

چھلیڈی وہاں سے غار کے دوسرے منہ کی طرف چل پڑی۔ غار دوسری طرف تنگ ہو گیا تھا۔ اس کا منہ بھی وہاں بالکل ایک سوراخ کی

طرح تھا۔ چھلیڈی چونکہ خود چھوٹی سی تھی اس لئے سوراخ میں سے آسانی کے ساتھ نکل گئی۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کھوپڑیوں کا جنگل نظر آیا۔ درختوں پر کھوپڑیاں ہی کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں۔ کوئی چھوٹی کھوپڑی تھی۔ کوئی بڑی کھوپڑی تھی۔ کسی کھوپڑی کے سر میں شگاف تھا۔ کسی کھوپڑی کا آدھا منہ ٹوٹا ہوا تھا۔ یہ سب گناہ گار بدروحوں کی کھوپڑیاں تھیں۔ جب چھلیڈی ان درختوں کے درمیان سے گذری تو اسے بدروحوں کے رونے اور آہستہ آہستہ بین کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ آوازیں کھوپڑیوں میں سے نکل رہی تھیں۔ کسی کھوپڑی نے چھلیڈی کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"چھلیڈی آگے مت جانا۔ مر جائے گی۔"

کسی کھوپڑی نے کہا۔

"چھلیڈی جان پیاری ہے تو واپس چلی جا۔"

کسی کھوپڑی نے کہا۔

"چھلیڈی! آگے موت تیرا انتظار کر رہی ہے۔ بھاگ جا۔ یہاں سے۔"

مگر چھلیڈی نے کھوپڑیوں کی آوازوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور آگے بڑھتی گئی۔ اسے اس درخت کی تلاش تھی جس پر سانپ رہتے تھے۔ کیونکہ بدروح چڑیل کی کھوپڑی اسی درخت کی سب سے اونچی شاخ کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ چھلیڈی کو یہ کھوپڑی وہاں سے اتار کر بدروح چڑیل کو جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس کرنی تھی۔ چھلیڈی جوں جوں آگے بڑھ رہی تھی کھوپڑیوں والے درخت گنجان ہوتے جا رہے تھے۔ کھوپڑیاں اب چھلیڈی کے جسم سے چھونے لگی تھیں۔ جب کوئی کھوپڑی چھلیڈی کے جسم سے چھوتی تو اس کھوپڑی کے اندر سے ایک ہلکی سی چیخ کی آواز نکلتی۔ چھلیڈی جلدی سے دوسری طرف ہو جاتی۔ دوسری طرف والے درخت کی شاخ سے لٹکتی کھوپڑی چھلیڈی کے جسم سے ٹکراتی تو اس کے اندر سے کراہنے کی آواز آنے لگتی۔ چھلیڈی غصے میں بدروح چڑیل کو برا بھلا کہتی جس نے اسے اس مصیبت میں ڈال دیا تھا۔ مگر وہ کیا کرتی۔ بدروح چڑیل کی کھوپڑی لانی بھی ضروری تھی۔ وہ چاروں طرف گھور گھور کر دیکھتی چل رہی تھی۔ ابھی تک اسے سانپوں والا درخت دکھائی نہیں دیا تھا۔ اچانک درخت کی شاخ والی ایک کھوپڑی چھلیڈی کے منہ کے پاس آگئی۔ چھلیڈی کی چیخ نکل گئی۔ کھوپڑی نے کہا۔

"چھلیڈی! بدروح چڑیل تجھ سے کوئی بدلہ لے رہی ہے جو اس نے تمہیں اس جنگل میں بھیج دیا ہے۔ یہاں سے بھاگ جا۔ آگے جائے گی تو تیری کھوپڑی بھی کسی درخت پر لٹک رہی ہو گی۔"

چھلیڈی کیسے واپس جاتی۔ کہنے لگی۔

"میں بدروح چڑیل کی کھوپڑی لینے آئی ہوں اور اسے لے کر ہی واپس جاؤں گی۔ دفع ہو جا میرے سامنے سے۔"

کھوپڑی ایک ڈراؤنا قہقہہ لگا کر پیچھے ہٹ گئی۔ چھلیڈی آگے چلتی

گئی۔ آخر سانپوں والا درخت آگیا۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخوں پر سانپ ہی سانپ لٹک رہے ہیں۔ کوئی ٹہنی ایسی نہ تھی جس پر سانپ اور سانپوں کے گچھے نہ لٹک رہے ہوں۔ اوپر سے نیچے تک سانپ ہی سانپ تھے۔ ان سانپوں کے رنگ سیاہ اور نیلے تھے۔ سانپ زبانیں باہر نکال نکال کر آہستہ آہستہ پھنکاریں بھی مار رہے تھے۔ ان سانپوں کو دیکھ کر ایک بار تو چھلیڈی بھی کانپ گئی۔ اس کے جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مگر وہ جو کام لے کر آئی تھی اسے پورا کرنا بھی ضروری تھا۔ اس نے درخت کے اوپر دیکھا۔ درخت کی سب سے اوپر والی شاخ پر ایک کالے رنگ کی کھوپڑی لٹک رہی تھی۔ یہی بدروح چڑیل کی کھوپڑی تھی۔ چھلیڈی یہی کھوپڑی حاصل کرنے کے واسطے وہاں آئی تھی۔ مگر اس کھوپڑی تک پہنچنا موت کے منہ میں جانے کے برابر تھا۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے چھلیڈی کو ہزاروں زہریلے سانپوں میں سے ہو کر گزرنا تھا جو بڑا خطرناک کام تھا۔ چھلیڈی بدروح ہونے کی وجہ سے اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ سانپ ساری کی ساری بدروحیں ہیں۔ اگر وہ غائب ہو کر بھی درخت کی طرف گئی اور اس پر چڑھنے کی کوشش کی تو سانپ اسے دیکھ سکتے ہیں اور وہ اس سے لپٹ جائیں گے اور اس کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھا جائیں گے۔ چھلیڈی بڑی پریشان ہوئی کہ اب کیا کرے؟

درخت کے سانپوں نے ابھی چھلیڈی کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ درخت سے پرے ہٹ کر آڑ میں کھڑی تھی۔ آخر ایک ترکیب چھلیڈی کے مکار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ذہن میں آ گئی۔ اس نے منہ اوپر کر کے ہلکی سی پھنکار ماری اور چھلیڈی سے چھوٹے کالے سانپ کی شکل اختیار کر گئی۔ اب وہاں چھلیڈی کی جگہ ایک چھوٹا کالا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ یہ چھلیڈی ہی تھی۔ سانپ کے روپ میں چھلیڈی درخت کی طرف بڑھی۔ درخت کے قریب اس نے بھی دوسرے سانپوں کی طرح زبان نکال کر پھنکارنا شروع کر دیا۔ کسی سانپ نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ وہ یہی سمجھے کہ یہ بھی ان کی طرح کوئی بدروح ناگن ہے۔ چھلیڈی بڑی خوش ہوئی کہ اب وہ درخت کے اوپر سے بدروح چڑیل کی کھوپڑی اتار لائے گی۔ مگر اسے پتہ نہیں تھا کہ ایک بہت بڑا خطرہ اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ ایک اژدھا تھا۔ بہت بڑا اژدہا جو ان تمام سانپوں کا' ان تمام بدروحوں کا سردار تھا۔ سردار بدروح تھا۔ اژدھے کو فوراً پتہ چل گیا کہ یہ کالا سانپ چھلیڈی ہے جس نے سانپ کی شکل اختیار کی ہوئی ہے۔ جونہی چھلیڈی سانپ کے روپ میں درخت پر چڑھنے لگی اژدہا ایک زبردست پھنکار مار کر چھلیڈی کے سامنے آ گیا۔ درخت کے سارے سانپ پھنکار سن کر اژدھے کی طرف دیکھنے لگے۔

چھلیڈی جان بچا کر ایک طرف بھاگنے لگی تو اژدھے نے اپنا بہت بڑا منہ کھولا۔ منہ کے اندر سے دس فٹ لمبی پتلی سی دو شاخوں والی زبان نکلی اور تیزی سے سانپ نے چھلیڈی کو قابو کر کے لپیٹا اور اپنے منہ کے اندر ڈال کر منہ بند کر لیا۔ اژدھے کے منہ میں جاتے ہی چھلیڈی کا دم گھٹنے لگا۔ اس نے سانس لینے کی بڑی کوشش کی مگر سانس گھٹ گھٹ کر آ رہی

تھی۔ پھر اژدھے نے اسے نگلا تو چھلیڈی سانپ کی شکل میں اژدھے کے گلے میں سے اتر کر اس کے پیٹ میں جا کر گر پڑی۔ اژدھے کے پیٹ میں جاتے ہی چھلیڈی بے ہوش ہو گئی۔

جب اسے ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ سانپ کے روپ میں ہی ہے اور اژدھے کے پیٹ میں پڑی ہے۔ اس نے آس پاس دیکھا۔ اژدھے کے پیٹ میں اس کی پسلیاں محرابوں کی طرح بنی ہوئی تھیں۔ اژدھے کے پیٹ میں کئی الو اور چمگادڑوں کی ادھ کھائی لاشیں پڑی تھیں۔ یہ وہ الو اور چمگادڑ تھے جنہیں اژدھے نے تھوڑی دیر پہلے ہڑپ کیا تھا۔ چھلیڈی نے غائب ہونے کی کوشش کی مگر وہ غائب نہ ہو سکی۔ فوراً سمجھ گئی کہ اژدھے کے پیٹ میں آنے کے بعد اس کی طاقت ختم ہو گئی ہے۔ اس نے سانپ کی شکل بدل کر کسی چھوٹے سے کیڑے مکوڑے کی شکل اختیار کرنے کی کوشش کی تاکہ رینگ کر اژدھے کے منہ سے نکل جائے۔ مگر اس میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ وہ سانپ سے کسی کیڑے مکوڑے کی شکل اختیار کر سکتی۔ چھلیڈی مایوس ہو کر وہیں بیٹھی رہی۔ اس کو یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ اژدھے کے پیٹ سے زندہ باہر نہیں نکل سکے گی۔ اتنے میں اسے کسی کے سس سس کرنے کی آواز سنائی دی۔ چھلیڈی نے گردن گھما کر دیکھا۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا سانپ اس کو سس سس کر کے اپنی طرف بلا رہا تھا۔ یہ سبز سانپ اژدھے کے پیٹ کی دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ وہ اژدھے کی پسلیوں پر سے اتر کر چھلیڈی سانپ کے بالکل پاس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگیا اور سانپ کی زبان میں بڑی دھیمی آواز میں بولا۔

"میں جانتا ہوں تم سانپ نہیں ہو۔ تم چھلیڈی مردے کھانی ہو۔ میں نے ایک بار تمہیں تمہاری قبر میں دیکھا تھا۔ مگر تم کو اژدھے نے کیسے کھا لیا؟ تم یہاں کیوں آگئی"۔

چھلیڈی نے جلدی جلدی سبز سانپ کو بتایا کہ وہ بدروح چڑیل کی کھوپڑی لینے آئی تھی جو سانپوں کے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر لٹک رہی ہے۔ مگر بدقسمتی سے اژدہا سانپ نے اسے پہچان لیا اور ہڑپ کر گیا۔ چھلیڈی نے کہا۔

"اژدھے کے پیٹ سے کیسے باہر نکلیں؟"

سبز سانپ کہنے لگا۔

"میں بھی یہاں سے جان بچا کر نکلنا چاہتا ہوں مگر کوئی ترکیب میرے دماغ میں نہیں آ رہی۔"

چھلیڈی سانپ نے کہا۔

"کوئی ترکیب لڑاؤ نہیں تو ہم کچھ دیر بعد اژدھے کے پیٹ میں گل سڑ کر مرجائیں گے۔"

سبز سانپ کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ جب اژدہا سو جائے تو ہم اس کے منہ میں سے رینگ کر نکل جائیں۔"

چھلیڈی نے کہا۔

"مگر اژدہا کب سوئے گا، اور ہو سکتا ہے کہ جب وہ سو جائے تو اس کا منہ کھلا نہ ہو۔ بند ہو۔ پھر ہم کیا کریں گے۔"

سبز سانپ بولا۔

"نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ اژدھے نے اتنا کچھ کھا لیا ہے کہ اب وہ ہم سب کو ہضم کرنے کے لئے ابھی سونے والا ہے اور اژدھے جب سو جاتا ہے تو اس کا منہ تھوڑا سا ضرور کھلا رہتا ہے۔ یہاں سے نکلنے کا یہی طریقہ ہے اس میں ایک خطرہ ضرور ہے اور وہ یہ کہ اگر سوتے میں اژدھے نے کسی وقت بھی منہ بند کر لیا تو پھر ہم زندہ نہیں بچ سکیں گے۔"

چھلیڈی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم اژدھے کے سو جانے کا انتظار کرتے ہیں۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

دونوں سانپ اژدھے کے پیٹ میں ایک طرف اس کی ایک پسلی کے ساتھ لگ گئے اور اس کے سونے کا انتظار کرنے لگے۔ سبز سانپ کا اندازہ درست نکلا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اژدہا ایک طرف کو رینگنے لگا۔ پیٹ کے اندر دونوں سانپوں کو فوراً پتہ چل گیا کہ سانپ رینگ رہا ہے۔ پھر وہ ایک جگہ رک کر بالکل ساکت ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد دونوں سانپوں کو اژدھے کے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ آواز اس کے پیٹ میں پیدا ہو رہی تھی اور انہیں صرف سبز سانپ اور چھلیڈی ہی سن سکتے تھے۔ سبز سانپ نے چھلیڈی سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چھلیڈی! اب موقع ہے۔ اژدہا سو گیا ہے۔ جلدی سے نکل چلو۔ میں آگے آگے چلتا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے آؤ مگر خبردار آواز بالکل نہ نکالنا۔"

سبز سانپ نے اژدھے کے پیٹ میں اس کی گردن کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ چھلیڈی سانپ اس کے پیچھے پیچھے رینگ رہی تھی۔ اژدہا واقعی بے سدھ ہو کر سو رہا تھا۔ اس کے خراٹوں کی آواز آ رہی تھی، سبز سانپ اب اژدھے کے گلے میں پہنچ گیا۔ یہاں آگے اژدھے کے دانت نظر آ رہے تھے۔ دو لمبے نوکیلے دانت جو مڑے ہوئے تھے۔ سبز سانپ نے چھلیڈی کی طرف دیکھ کر گردن کے اشارے سے اژدھے کے دانت دکھائے اور آگے رینگنے لگا۔ چھلیڈی بھی پیچھے چل پڑی۔ سبز سانپ بڑی احتیاط سے آہستہ آہستہ رینگتا ہوا اژدھے کے دانتوں کے درمیان پہنچ کر رک گیا۔ چھلیڈی بھی اس کے پیچھے رک گئی۔ اژدھے نے خراٹے لیتے لیتے اچانک منہ بند کر لیا۔ اندر اندھیرا چھا گیا۔ دونوں سانپ وہیں دبک کر چپٹ گئے۔ ان کی قسمت اچھی تھی۔ اژدھے نے ایک دو خراٹے لینے کے بعد دوبارا تھوڑا سا منہ کھول دیا۔ باہر کی روشنی دکھائی دینے لگی تھی۔ سبز سانپ رینگتا ہوا اژدھے کے منہ کی ایک طرف سے باہر نکل گیا۔ چھلیڈی کا دل خوف کے مارے زور زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ بھی آہستہ آہستہ رینگتی اژدھے کے منہ سے باہر نکل آئی۔ باہر آتے ہی اس نے اطمینان کا سانس لیا اور تیزی سے ایک طرف کو بھاگی۔ سبز سانپ زمین سے باہر نکلے ہوئے

ایک پتھر کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ چھلیڈی اس کے پاس آئی اور آہستہ سے کہا۔

"اژدہا گہری نیند سو رہا ہے میری طاقت مجھے واپس مل گئی ہے اب میں بدروح چڑیل کی کھوپڑی لے کر جاتی ہوں۔"

یہ کہا، چھلیڈی سانپ کی شکل میں ہی سانپوں کے درخت پر چڑھنے لگی۔ وہاں چھلیڈی کو صرف اژدہا ہی پہچان سکتا تھا کہ یہ سانپ نہیں چھلیڈی مردے کھانی ہے۔ درخت کے سارے سانپ اسے اپنے یسا سانپ ہی سمجھ رہے تھے۔ انہوں نے چھلیڈی کو کچھ نہ کہا۔ چھلیڈی رینگتی ہوں درخت کی سب سے اوپر والی شاخ پر آ گئی۔ بدروح چڑیل کی ...ا کھو...ڑی اب اس کے سامنے تھی۔ چھلیڈی نے ایک نظر نیچے ڈالی۔ اژدہا اسی طرح گہری نیند سو رہا تھا۔

چھلیڈی نے ہلکی سی پھنکار ماری اور غائب ہو گئی۔ غائب ہوتے ہی ں نے کالی کھوپڑی کو درخت کی شاخ پر سے اتار کر اپنے قبضے میں کر لیا۔ ی کھوپڑی جیسے ہی درخت سے الگ ہوئی سارے سانپوں میں ایک ہلچل چ گئی۔ وہ زور زور سے پھنکارنے لگے۔ اژدھے کی بھی آنکھ کھل گئی۔ مجھ گیا کہ اس کے پیٹ سے چھلیڈی فرار ہو گئی ہے اور درخت کی پڑی اس نے اتار لی ہے۔ اژدہا اتنے زور سے پھنکارا کہ سارا درخت یا۔ سارے سانپ چھلیڈی کی طرف دوڑے۔ انہوں نے غیبی حالت چھلیڈی کو دیکھ لیا تھا۔ مگر چھلیڈی کھوپڑیوں والے درختوں کے اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ہوتی ہوئی تیزی سے ہوا میں اڑتی ہوئی غار کے اندر جا چکی تھی اندر جاتے ہی اس نے غار کا منہ پتھر سے بند کر دیا اور جتنی تیزی سے اڑ سکتی تھی تنگ غار میں اڑتی ہوئی وہاں سے باہر نکلی اور سیدھی دیوار کے گڑھے میں بدروح چڑیل کے پاس آگئی۔ اسے کالی کھوپڑی دی اور کہا۔

"یہ لے میں تیری کھوپڑی لے آئی ہوں۔ اب اپنا وعدہ پورا کر اور تالاب پر سے اپنا طلسم واپس لے لے۔"

بدروح چڑیل بڑی خوش ہوئی۔ اس نے کھوپڑی اپنے سر کے اندر ڈال لی اور کہا۔

"جا چھلیڈی! میں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ تالاب کا طلسم میں نے ختم کر دیا ہے۔"

چھلیڈی وہاں سے بھاگ کر تالاب پر آئی۔ آتے ہی تالاب میں اتر گئی۔ جلدی جلدی پانی اوپر ڈالا۔ جب نہا کر باہر نکلی تو یہ دیکھ کر بڑی خوش ہوئی کہ اس کے جسم سے مرداروں کی بدبو نہیں آ رہی تھی۔ بدبو کچھ وقت کے لئے ختم ہو گئی تھی۔ وہ یہی چاہتی تھی۔ اب وہ نسطور جن کے گھر اس کا لاکٹ اپنی مرضی سے کہیں رکھوا سکتی تھی اور نسطور جن اس کی بو نہیں آ سکتی تھی۔ چھلیڈی وہاں سے سیدھی قبرستان میں اپنی کے سوراخ میں اندر جا کر اپنی قبر میں لیٹ گئی۔

ابھی چھلیڈی نے لیٹ کر آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ قبر کے اوپر کسی کے بھاری قدموں کی آواز

رہی تھی۔ کوئی قبر کے اوپر چل رہا تھا۔ یہ کسی انسان کے قدموں کی آواز نہیں تھی۔ چھلیڈی نے اپنی ناک کو سکیڑ کر سونگھا۔ ایک عجیب سی بو قبر کے سوراخ میں سے اندر آنے لگی تھی۔ یہ کون ہو سکتا ہے؟ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ قبرستان کی خاموش فضا ایک بھیانک چیخ سے گونج اٹھی۔ یہ اس قدر دہشتناک چیخ تھی کہ قبروں کے اندر پرانے مردوں کی ہڈیاں بھی لرز اٹھیں۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

بھیانک چیخ کس کی تھی؟

قبروں کے اوپر کون چل رہا تھا؟

کیا بل بتوڑی اور حاسون جادوگر لاکٹ حاصل کر سکے؟

ناگ سانپ کے ساتھ کیا بیتی؟

ان سوالوں کے جواب آپ "عینک والا جن" کی اگلی کہانی نمبر دو میں پڑھیں کے جس کا نام "زکوتا جن آگیا" ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زکوٹا جن آگیا

- ○ چھلیڈی بدروح نسطور کی بیٹی کے روپ میں۔
- ○ حامون جادوگر اور بل بتوڑی ایک نئے روپ میں۔
- ○ نسطور کا دوست زکوٹا جن نسطور کی تلاش میں۔
- ○ وہ نیلی ناگن کون تھی، جسے نسطور نے موت کے پنجے سے چھڑایا۔
- ○ وہ لمحہ جب نسطور کا سلیمانی لاکٹ سامری جادوگر کے ہاتھ میں تھا۔
- ○ ویران قبرستان میں رات کے وقت جلتی ہوئی عورت کون تھی؟
- ○ عمرو عیار نسطور کی تلاش میں زکوٹا اور یاماگ سانپ کے ساتھ سامری کے سیارے میں۔
- ○ خلائی لڑکی شرمین نے نسطور اور نیلی ناگن کی جان کیوں بچائی؟
- ○ کیا نسطور اپنا لاکٹ سامری سے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔

یہ جاننے کے لئے عینک والا جن کی دوسری کتاب "زکوٹا جن آگیا" پڑھیے۔

نسطور کا سر کٹ گیا

- ○ حامون جادوگر نسطور کی تلاش میں خونی کھنڈر میں جا پہنچا۔
- ○ وہ لمحہ جب حامون جادوگر نے نسطور کا سر کاٹ دیا۔
- ○ نیلی ناگن موت کے پنجے میں، بل بتوڑی ناگن کی تلاش میں خونی کھنڈر میں جا پہنچی۔
- ○ زکوٹا، یاماگ اور عمرو عیار کلاچی جادوگرنی کی قید میں۔
- ○ ایک اژدھا ایک کھوپڑی کو نگلنا چاہتا تھا ...... وہ کھوپڑی کس کی تھی؟
- ○ سانچی کی روح سے ملئے جس نے تینوں دوستوں کو سامری کے عتاب سے بچایا ...... کیسے؟
- ○ سامری کی خوابگاہ کے تہہ خانے میں پڑا تابوت کس کا تھا ...... وہ لمحہ جب یاماگ نے اس تابوت میں چھپ کر اپنی جان بچائی۔
- ○ سامری نے سلیمانی لاکٹ دوزخی سیارے پر بھجوا دیا۔

کیا نسطور دوبارہ زندہ ہو سکا ...... اس کا سلیمانی لاکٹ اسے مل گیا۔ یہ جاننے کے لئے تیسری کتاب "نسطور کا سر کٹ گیا" پڑھیے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عینک والا جن 4

مصنف اے حمید

عمرو عیار اور زکوٹا لاہور میں

- عمرو تین ہزار سال پرانے مصر میں پہنچ گیا۔
- فرعون اخناتون کے مکار کاہن اعظم سے ملئے۔ وہ عمرو سے ایک کام لینا چاہتا تھا۔
- یاماگ سانپ ایک عجیب مصیبت میں گرفتار ہو گیا ...... وہ مصیبت کیا تھی۔
- مینار کی آسیبی عورت کون تھی ...... اور وہ یاماگ سے کیا چاہتی تھی۔
- شرمین نسطور کو خلائی سیارے پر لے گئی ...... کیا نسطور دوبارہ زندہ ہو سکا؟
- اہرام میں پانچ بہنوں کی لاشیں تھیں۔ وہ بہنیں کون تھیں ...... مکار کاہن اعظم ان سے کیا کام لینا چاہتا تھا۔ وہ لمحہ جب لاش نے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا۔
- عمرو اپنی زنبیل کی تلاش میں ....
- یاماگ سانپ جس کا آدھا جسم سانپ کا تھا اور آدھا انسان کا۔
- مونیکا کون تھی ..... وہ عمرو کی مدد کیوں کرنا چاہتی تھی۔

یہ سب جاننے کے لئے عینک والا جن کی چوتھی کتاب "عمرو عیار اور زکوٹا لاہور میں" پڑھیں۔